5266CH03

تیسرا موضوع

قرابت، ذات اور طبقہ

ابتدائی معاشرے

(تقریباً 600 قبل مسیح سے 600 عیسوی)

پچھلے باب میں ہم نے دیکھا تھا کہ تقریباً 600 ق م سے 600 عیسوی کے دوران لوگوں کی معاشی، سیاسی زندگی میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں۔ ان میں سے کچھ تبدیلیوں نے معاشروں پر بھی اثر ڈالا: مثال کے طور پر جنگل کے علاقوں میں زراعت کے پھیلاؤ نے جنگل باسیوں کی زندگی پر اثر ڈالا۔ حرفے کے ماہرین یا اختصاص رکھنے والوں کا ایک علاحدہ ممتاز سماجی گروہ بن گیا۔ دولت کی غیر مساویانہ تقسیم نے سماجی فرقوں کو اور تیکھا کر دیا۔

مؤرخین، ان عملی سلسلوں کے سمجھنے کے لیے اکثر تحریروں یا متنوں کی روایات کو استعمال کرتے ہیں۔ کچھ تحریروں میں سماجی رویے کے معیار بھی متعین کیے گئے ہیں۔ دوسری کچھ تحریریں سماجی کیفیات اور عام طرزِ عمل کے وسیع سلسلے کو بیان کرتے ہوئے ان پر رائے زنی بھی کرتی ہیں۔ ہم کتبات سے کچھ سماجی کارکنوں کی جھلک بھی دیکھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہم آگے دیکھیں گے ہر تحریر یا متن (اور کتبہ بھی) کچھ مخصوص سماجی درجے یا گروہ کے تناظر میں لکھا گیا تھا۔ اس لیے ہمیں ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کس نے کیا کس کے لیے لکھا ہے۔ ہمیں متن میں استعمال کی گئی زبان اور وہ طریقہ یا وسیلہ جس کے توسط سے یہ متن عام لوگوں تک پہنچایا گیا، ان پر بھی نگاہ رکھنی ضروری ہوتی ہے۔ اگر ان سے محتاط انداز میں استفادہ کیا جائے تو یہ متن یا تحریریں ان رویوں اور عملوں کو یکجا کر لینے کا مواقع فراہم کر دیتی ہیں جنھوں نے سماجی تاریخ کی تشکیل کی تھی۔

شکل:3.1
کھائی مٹی کے اس سنگ تراشی نمونے میں مہابھارت کا ایک منظر دکھایا گیا ہے۔ (مغربی بنگال) تقریباً ساتویں صدی

مہابھارت، جو موجودہ صورت میں ایک لاکھ سے زیادہ اشلوکوں پر مشتمل ایک زبردست رزمیہ ہے۔ جس میں سماجی درجوں اور کیفیات کے وسیع سلسلہ کا اظہار موجود ہے، اس کے مطالعے سے ہمیں برصغیر کے ایک بھرپور متن سے استفادہ کا موقع ملتا ہے۔ اسے لگ بھگ 1000 سال (تقریباً 500 ق م سے آگے) میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس کے کچھ قصے اس سے پہلے بھی لوگوں میں گشت کر رہے ہوں گے۔ اس کی مرکزی کہانی دو جنگجو بھائیوں کے حامیوں میں جنگ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے متن میں معاشرے کے مختلف سماجی زمروں کے رویوں کے معیار یا اصولوں سے متعلق باب بھی شامل ہیں۔ کبھی کبھی (گو کہ ہمیشہ نہیں) اس کے بنیادی کردار ان معیاروں پر عمل پیرا بھی نظر آتے ہیں۔ ان معیاروں کی عملی تصدیق اور ان سے انحرافات کے کیا معنی ہیں؟

not to be republished

1۔ مہابھارت کا تنقیدی اڈیشن

عملی تحقیق وتلاش کے بڑے جرأت مندانہ منصوبوں میں سے ایک منصوبہ ہندوستان کے ایک مشہور ماہر علوم سنسکرت وی۔ ایس۔ سُکتھنکر کی قیادت میں 1919 میں شروع ہوا۔ درجنوں عالموں پر مشتمل ایک ٹیم نے مہا بھارت کے ایک تنقیدی اڈیشن کی ترتیب وتدوین کا کام شروع کیا۔ اس کام میں حقیقت میں کیا کیا جاناتھا؟ ابتدا یہاں سے تھی کہ پہلے مہابھارت کے سنسکرت کے مسودے جمع کیے جائیں، جو ملک کے مختلف حصوں میں الگ الگ رسم الخطوں میں تحریر ہوئے تھے۔

ٹیم نے ہر مسودے کے ایک ایک اشلوک کا موازنہ اور مقابلہ کرنے کے لیے ایک طریقہ کار متعین کیا۔ آخر میں انھوں نے وہ اشلوک چن لیے جو زیادہ تر مسودوں میں پائے جاتے تھے اور انھیں کئی جلدوں میں شائع کروادیا، جو 13,000 سے زیادہ صفحات میں چھپے۔ اس منصوبے کو مکمل ہونے میں 47 سال لگے۔ اس سے دو باتیں کھل کر سامنے آئیں: سنسکرت کہانی کے مختلف رویوں میں کچھ عناصر مشترک یا یکساں تھے، یہ خصوصیت شمال میں کشمیر سے نیپال اور جنوب میں کیرل اور تمل ناڈو تک پورے برّصغیر میں پائے جانے والے نسخوں میں واضح طور پر نظر آئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ علاقائی تبدیلیاں بھی تھیں جو متن کے صدیوں تک ایک سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہنے کے نتیجے میں رونما ہوئی تھی۔ ان تبدیلیوں یا فرقوں کو اصلی متن کے حاشیہ اور ضمیموں میں بیان کر دیا گیا۔ کل ملا کر 13000 صفحات میں سے آدھے صرف انھیں تبدیلیوں کے اظہار کے لیے وقف ہیں۔

ایک طرح سے یہ تبدیلیاں یا فرق اس پیچیدہ طریقہ کار کو ظاہر کرتے ہیں جس سے گزر کر ابتدائی (اور بعد کی بھی) سماجی تاریخوں نے اپنا روپ اختیار کیا۔ یہ روپ اس سماجی لین دین کے توسط سے وجود میں آیا جو نمایاں روایتوں اور تیزی سے اثر پذیر مقامی تصورات اور روزمرہ عمل کے درمیان متواتر جاری رہتا ہے۔ ان لین دین یا سماجی مکالموں کا مظہر وہ عارضی حادثات ہونے میں جو اختلافی موقعوں اور اتفاقِ رائے کی صورتوں میں ہمیں نظر آتے ہیں۔

ان عملوں یا طریقہ کاروں کے بارے میں ہماری فکر یا سمجھ ان تحریروں سے ہی اخذ کی گئی ہے جو سنسکرت میں برہمنوں نے برہمنوں کے لیے تیار کی تھیں۔ جب سماجی تاریخ کے رموز ومسائل کی تلاش کا کام مؤرخین نے انیسویں اور بیسویں صدی میں اٹھایا تو ان کا رجحان یہ تھا کہ ان متنوں کے ظاہری مطالب کو ہی بعینہ مان لیا جائے — یعنی وہ یہ یقین کر لیتے تھے کہ جو کچھ ان متنوں میں لکھا ہوا ہے اس پر اسی طرح عمل بھی ہوتا تھا۔ اس کے بعد عالموں اور محققوں نے پالی، پراکرت اور تمل میں لکھی دوسری روایتوں کا مطالعہ شروع کیا۔ ان مطالعوں سے اندازہ ہوا کہ معیاری سنسکرت کے متنوں کو مجموعی طور پر مستند یا قابلِ اعتماد مانا جاتا تھا: ان پر کبھی کبھی تنقید بھی کی جاتی تھی اور بعض صورتوں میں انھیں مسترد بھی کیا جاتا تھا۔ جب ہم یہ تجزیہ کر رہے ہوں کہ مؤرخین نے سماجی تاریخ کی کس طرح تدوین وترتیب کی تو ہمیں اس نکتے کو اہمیت کے ساتھ ذہن میں رکھنا چاہیے۔

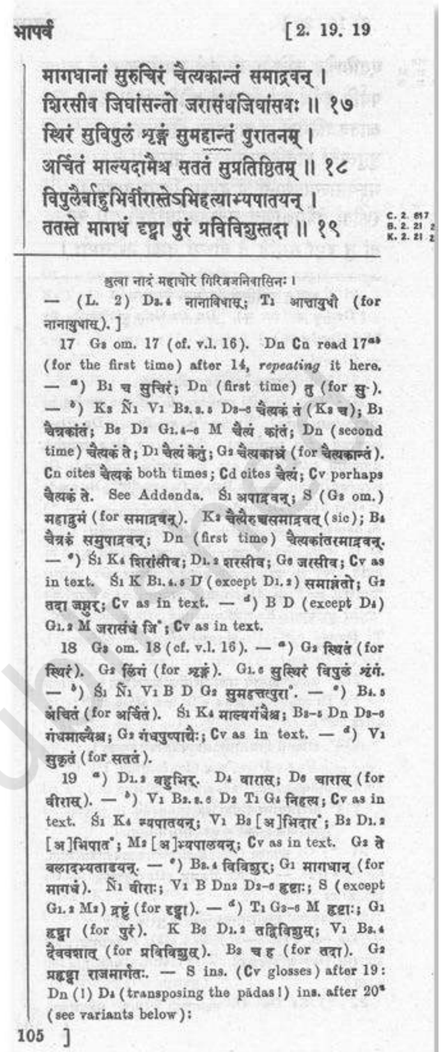
भापर्व [2. 19. 19

मागधानां सुरुचिरं चैत्यकान्तं समाद्रवन् ।
शिरसीव जिघांसन्तो जरासंधजिघांसवः ॥ १७
स्थिरं सुविपुलं शृङ्गं सुमहान्तं पुरातनम् ।
अर्चितं माल्यदामैश्च सततं सुप्रतिष्ठितम् ॥ १८
विपुलैर्बाहुभिर्वीरास्तेऽभिहत्याभ्यपातयन् ।
ततस्ते मागधं दृष्ट्वा पुरं प्रविविशुस्तदा ॥ १९

C. 2. 817
B. 2. 21 2
K. 2. 21 2

श्रुत्वा नादं महाघोरं गिरिव्रजनिवासिनः ।
— (L. 2) D3.4 नानाविधास्; T1 आचायुधौ (for नानायुधास्).]

17 G3 om. 17 (cf. v.l. 16). Dn Cn read 17ab (for the first time) after 14, *repeating* it here. — a) B1 च सुचिरं; Dn (first time) तु (for सु-). — b) K3 Ñ1 V1 B2.3.5 D3-5 चैत्यकं तं (K3 च); B1 चैत्रकांतं; B6 D2 G1.4-6 M चैत्यं कांतं; Dn (second time) चैत्यकं ते; D1 चैत्यं केतुं; G2 चैत्यकाभ्रं (for चैत्यकान्तं). Cn cites चैत्यकं both times; Cd cites चैत्यं; Cv perhaps चैत्यकं ते. See Addenda. Ś1 अपाद्रवन्; S (G3 om.) महाद्रुमं (for समाद्रवन्). K2 चैत्यैरुचलमाद्रवत् (sic); B4 चैत्रकं समुपाद्रवन्; Dn (first time) चैत्यकांतरमाद्रवन्. — c) Ś1 K4 शिरांसीव; D1.2 शरसीव; G6 जरसीव; Cv as in text. Ś1 K B1.4.5 D (except D1.2) समाघ्नंतो; G2 सदा जघ्नुर्; Cv as in text. — d) B D (except D4) G1.2 M जरासंधं जि°; Cv as in text.

18 G3 om. 18 (cf. v.l. 16). — a) G2 स्थितं (for स्थिरं). G2 लिंगं (for शृङ्गं). G1.6 सुस्थिरं विपुलं शृंगं. — b) Ś1 Ñ1 V1 B D G2 सुमहत्तत्पुरा°. — c) B4.5 अंचितं (for अर्चितं). Ś1 K4 माल्यगंधैश्च; B3-5 Dn D3-6 गंधमाल्यैश्च; G2 गंधपुष्पाद्यैः; Cv as in text. — d) V1 सुकृतं (for सततं).

19 a) D1.2 बहुभिर्. D4 वारास्; D6 चारास् (for वीरास्). — b) V1 B2.3.6 D2 T1 G4 निहत्य; Cv as in text. Ś1 K4 भ्यपातयन्; V1 B3 [अ]भिदार°; B2 D1.2 [अ]भिपात°; M2 [अ]भ्यपालयन्; Cv as in text. G2 ते बलादभ्यताडयन्. — c) B3.4 विविशुर्; G1 मागधान् (for मागधं). Ñ1 वीराः; V1 B Dn2 D2-6 हृष्टाः; S (except G1.2 M2) द्रष्टुं (for दृष्ट्वा). — d) T1 G3-6 M हृष्टाः; G1 दृष्ट्वा (for पुरं). K B6 D1.2 तद्विविशुस्; V1 B3.4 दैववशात् (for प्रविविशुस्). B3 च ह (for तदा). G2 प्रहृष्टा राजमार्गतः. — S ins. (Cv glosses) after 19: Dn (1) D4 (transposing the pādas!) ins. after 20a (see variants below):

105]

شکل: 3.2

تنقیدی اڈیشن کے صفحے کا ایک حصہ

بڑے بڑے روشن لفظوں میں چھپا ہوا بنیادی متن کا حصہ ہے۔ باریک چھپائی مختلف مسودوں کے اختلاف کو ظاہر کرتی ہے۔ جن کے بڑی احتیاط سے کیٹالاگ تیار کیے گئے تھے۔

2۔قرابت اور شادی

متعدد قواعد و ضوابط اور مختلف عمل

2.1 خاندانوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا

عام طور پر ہم خاندانی زندگی کو مان کر چلتے ہیں۔ مگر آپ نے دیکھا ہوگا کہ تمام خاندان بالکل یکساں نہیں ہوتے۔ ان میں خاندان کے افراد کی تعداد میں ہی فرق نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے رشتے میں اور ان کاموں میں جن میں وہ شریک ہوتے ہیں فرق ہوتا ہے۔ عام طور پر ایک گھر یا خاندان کے لوگ کھانے اور دوسرے ذرائع میں شریک ہوتے ہیں اور ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں، مذہبی یا دوسری رسمیں ادا کرتے ہیں اور ساتھ رہتے ہیں۔ خاندان کچھ افراد کے ایک وسیع دائرے کا حصہ ہوتے ہیں جنھیں رشتہ دار یا ایک اور اصطلاح خونی رشتہ دار سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ گوکہ خاندانی بندھنوں کو عام طور پر قدرتی مانا جاتا ہے اور ان کی بنیاد خون میں شرکت ہوتی ہے۔ پھر بھی انھیں مختلف طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض معاشروں میں رشتے کے (چچا زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپی زاد، بھائیوں کو) خون شریک مانا جاتا ہے جب کہ کچھ میں تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔

مؤرخین شروع کے سماجوں میں اشرافیہ یا اوپر کے خاندانوں کے بارے میں تو خاصی آسانی سے معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ جب کہ عام لوگوں میں ان گھریلو رشتے داریوں کو مرتب کر لینا کہیں زیادہ مشکل ہے۔ مؤرخین، خاندانوں اور خونی قرابت داریوں کے بارے میں لوگوں کے رویوں کی معلومات بھی حاصل کرتے ہیں اور ان کا تجزیہ بھی کرتے ہیں۔ یہ باتیں اس لیے اہم ہیں کہ یہ لوگوں کے انداز فکر کو سمجھنے میں معاون ہوتی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کے کچھ رویے یا یہ تصورات ان کے عملوں پر اثر انداز ہوتے ہوں، بالکل ویسے ہی جیسے عملوں نے ان کے رویوں میں تبدیلی کے لیے راہ ہموار کی ہوگی۔

2.2 پدرنسبی کا مثالی نمونہ

کیا ہم ایسے مواقع کی شناخت کر سکتے ہیں جہاں خونی قرابت کے رشتے بدلے ہوں؟ ایک سطح پر **مہابھارت** اس سے متعلق کہانی ہے۔ یہ کوروں اور پانڈووں، رشتے کے بھائیوں کے گروپوں کے درمیان زمین اور اقتدار کے لیے ایک خاندانی جھگڑے کا بیان ہے۔ یہ ایک ہی حکمراں خاندان یعنی 'کورو' سے تعلق رکھتے تھے جو ایک جن پد (باب 2، نقشہ 1) پر گرفت رکھنے والا ایک خاندانی سلسلہ تھا۔ آخر میں یہ قضیہ ایک جنگ پر ختم ہوا جس میں پانڈو فتح یاب ہوئے۔ اس کے بعد ہی پدرنسبی جانشینی کی دعوے داری شروع ہوئی۔ گوکہ پدرنسبی اس رزمیہ کے نظم کیے جانے سے پہلے بھی موجود تھی لیکن **مہابھارت** نے اس تصور کو مزید یہ قوت بخشی کہ یہ طریقہ قابلِ قدر ہے۔ پدرنسبی

> **خاندان اور خونی قرابت کے لیے**
> سنسکرت کی اصطلاحیں: سنسکرت میں خاندان کے لیے 'کل' اور خونی قرابتوں کے وسیع دائرے کے لیے 'گیانتی' کی اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں۔ سلسلۂ نسب کے لیے 'ونش' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

> 'پدرنسب' کا مطلب ہے باپ سے بیٹے، پوتے اور اس طرح نسب کو آگے بڑھانا '**مادرنسب**' کی اصطلاح اس صورت میں استعمال ہوتی ہے جہاں یہ نسب ماں سے آگے بڑھایا جاتا ہے۔

© NCERT not to be republished

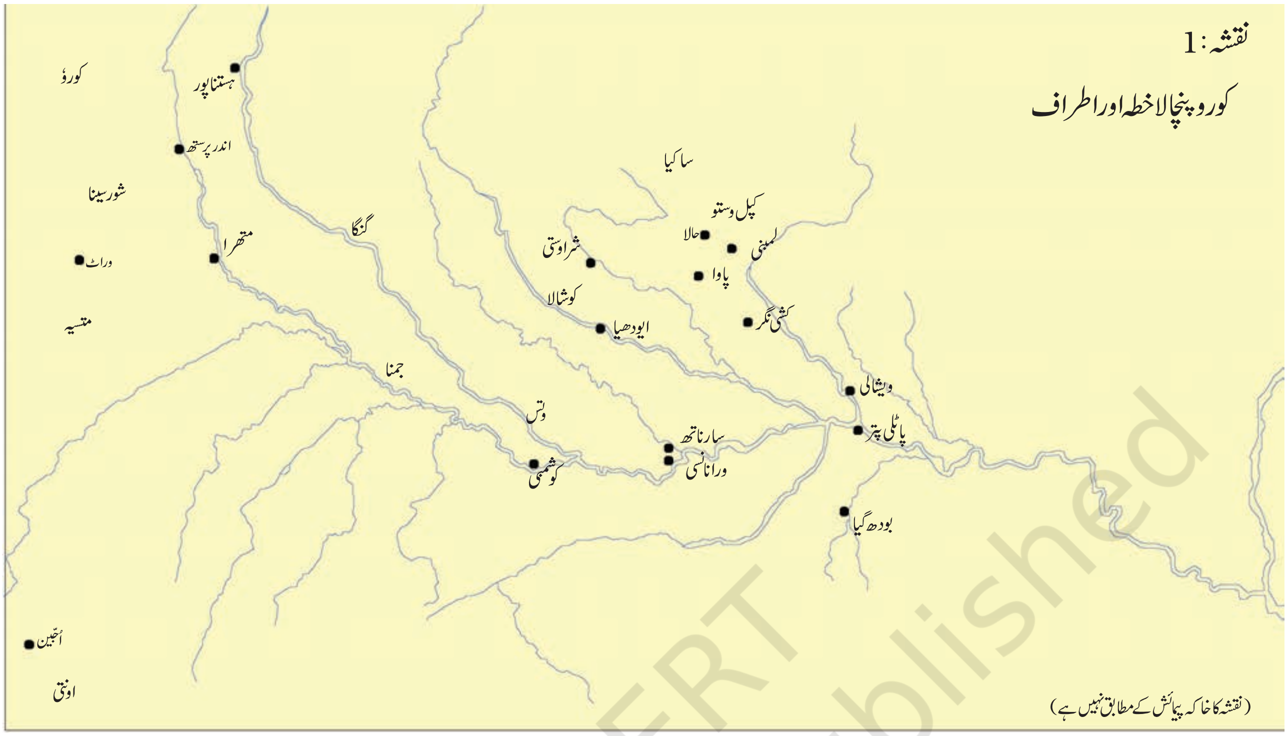

طریقے کے تحت بیٹے اپنے باپ کے تمام ذرائع (بادشاہی کی صورت میں تخت وتاج کی شمولیت سمیت) کے باپ کی موت کے بعد، دعوے دار ہو سکتے تھے۔

زیادہ تر حکمراں خاندان (تقریباً 600 قبل مسیح سے آگے) اسی نظام پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے تھے، گو کہ عملی طور پر اس میں کبھی کبھی تبدیلی بھی ہو جاتی تھی۔ کبھی کوئی بیٹا ہی نہیں ہوتا تھا، کبھی کچھ صورتوں میں بھائی بھی ایک دوسرے کی جانشینی کر لیتے تھے، کبھی دوسرے قرابت دار تخت وتاج کا دعویٰ کر دیتے تھے۔ بعض بالکل غیر معمولی حالات میں، پر بھاوتی گپتا جیسی عورتیں

ماخذ: 1

’بہترین بیٹے‘ پیدا کرنا

یہ رگ وید کے ایک منتر کا اقتباس ہے، جسے غالباً 1000 قبل مسیح میں منتر میں داخل کیا گیا تھا۔ اسے شادی کی رسوم کی ادائیگی کے دوران پجاری کو دوہرانا ہوتا تھا۔ یہ آج بھی بہت سے ہندو خاندانوں میں شادی کے موقعے پر پڑھا جاتا ہے۔

’میں اِسے یہاں سے آزاد کرتا ہوں، مگر وہاں سے نہیں۔ میں نے اسے وہاں سختی سے باندھ دیا ہے تاکہ اندر کی عنایت سے اس کے متعدد بیٹے ہوں گے اور یہ اپنے شوہر کی محبت کی خوش نصیبی حاصل کرے گی۔

اندر بنیادی دیوتاؤں میں ایک تھا، شجاعت، جنگ اور بارش کا دیوتا۔

’یہاں‘ اور ’وہاں‘ سے بالترتیب، باپ کا گھر اور شوہر کا گھر مراد ہے۔

⊖ اس منتر کے سیاق میں دولہا اور دولہن کے نقطۂ نگاہ سے شادی کے ضمنی مفہوموں پر گفتگو کیجیے۔ کیا یہ مفہوم دونوں کے لیے یکساں ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے؟

© NCERT not to be republished

(باب 2)اقتدار حاصل کر لیتی تھیں۔

پدرنسبی طریقے میں دلچسپی صرف حکمراں خاندانوں کی ہی انوکھی خصوصیت نہیں تھی۔ یہ رِگ وید جیسے رسوماتی متنوں میں بھی نظر آتا ہے۔ممکن ہے یہ رویے یا رجحانات دولت منداور اعلاحیثیت زمروں میں موجود ہوں،جن میں برہمن بھی شامل تھے۔

ماخذ:2

دوخونی قرابت دارلڑے کیوں؟

یہ سنسکرت مہابھارت کا آدی پاروَن (لفظی معنیٰ پہلا حصہ) کا اقتباس ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کورَوں اور پانڈوں میں یہ جھگڑا کھڑا کیوں ہوا؟

کورَو(بھائی)......دھرت راشٹر کے بیٹے تھے۔اور پانڈو(بھائی)......ان کے رشتے کے چچازاد بھائی تھے۔چونکہ دھرت راشٹر اندھا تھا اس لیے اس کا چھوٹا بھائی پانڈؤ ہستناپور کے تخت پر بیٹھا(ملاحظہ ہونقشہ 1)......بہرحال پانڈؤ کی بے وقت موت کے بعد،دھرت راشٹر ہی بادشاہ ہوگیا کیوں کہ(خاص)راج کمار ابھی بہت چھوٹے تھے۔جیسے جیسے یہ راج کمار ساتھ ساتھ بڑے ہوئے ہستناپور کے شہریوں نے پانڈوؤں کے لیے اپنی ترجیح کا اظہار شروع کردیا۔کیوں کہ یہ بھائی کوروؤں سے زیادہ لائق اور نیک تھے۔کوروؤں میں سب سے بڑے بھائی دریودھن کے دل میں اس کی خلش پیدا ہوئی۔وہ اپنے باپ کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ تم نے اپنے(جسمانی)عیب کی وجہ سے تخت نہیں لیا حالانکہ یہ تمھیں ہی مل رہا تھا۔اگر پانڈو پدرنسبی(اصول)کے تحت اپنے باپ پانڈؤ سے تخت حاصل کرلیتا ہے تو اس کا بیٹا بھی اسی قانون وراثت سے اور پھر اس کا بیٹا،اور آگے تک(یہی ہوگا)ہم اور ہمارے بیٹے شاہی جانشینی سے محروم کردیے جائیں گے۔دنیا اور زمین کے مالک کی نگاہوں میں ہماری حیثیت کمتر ہوجائے گی۔

اس جیسے ٹکڑے خالص لفظی اعتبار سے ممکن ہے حقیقت نہ ہوں مگر اس سے ہمیں یہ اندازہ ضرور ہوجاتا ہے کہ اس کے مرتب کرنے والے کیا سوچتے تھے۔کبھی کبھی،جیسا کہ زیرنظر صورت حال میں نظر آتا ہے،ان میں متضاد خیالات بھی موجود ہوتے تھے۔

⊂ اس ٹکڑے کو پڑھیے اور بتایئے کہ بادشاہ ہونے کے لیے اس میں کن کن خصوصیتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ان میں،کسی خاص خاندان میں پیدا ہونے کی کتنی اہمیت تھی؟ان میں سے کون سی خصوصیات حق بجانب ہیں؟ کچھ ایسی خصوصیات بھی ہیں جو آپ کو انصاف کے لگتی ہیں؟

شادی کی قسمیں

'**داخلی زوجیت**'(Endogamy)کسی اکائی کے اندر شادی کرنا یہ کوئی خونی قرابت کا زمرہ،ذات،یا کسی ایک علاقے میں رہنے والوں کا گروپ ہوسکتا ہے۔

خارجی زوجیت(Exogamy)یعنی اکائی سے باہر شادی۔

کثیر زوجیت،(Pologyny)کا مطلب ہے کسی مرد کا کئی بیویاں رکھنا۔

کثیر شوہریت،(Polyaudry)کسی عورت کا کئی شوہر رکھنے کا طریقہ۔

2.3۔شادی کے قواعد وضوابط

جب کہ ایک طرف آبائی نسبی سلسلہ کو متواتر آگے بڑھانے کے لیے بیٹے اہم تھے،بیٹوں کو اس نظامِ عمل میں کچھ مختلف نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔انھیں گھر کے ذرائع پر کوئی گرفت نہیں تھی۔اس کے ساتھ ہی ان کی شادی خونی قرابتوں کے دائرے سے باہر کرنے کو بہتر مانا جاتا تھا۔یہ نظام جسے بیرونِ خاندان شادی(Exogamy)کہا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اعلا حیثیت کا

ماخذ:3

شادی کے آٹھ طریقے

نیچے 'منوسمرتی' سے، پہلے، چوتھے، پانچویں اور چھٹے طریقے کی شادی کے انداز دیے جا رہے ہیں:

پہلا: لڑکی کا تحفہ، لڑکی کو قیمتی کپڑے پہنا کر جواہرات کے تحائف سے اس کی عزت افزائی کے بعد اسے کسی ایسے شخص کو جو ویدوں کا عالم ہو، اور اسے خود باپ نے مدعو کیا ہو (سونپ دینا)

چوتھا: باپ کی طرف سے بیٹی کا تحفہ، مندرجہ ذیل متن کو جوڑے کے سامنے دوہرانے کے بعد:

"تم دونوں اپنے فرائض کو مل جل کر پورا کر سکو" اور دولہا کی عزت افزائی کے مظاہرے کے بعد۔

پانچواں: جب دولہا کسی کنواری لڑکی کو حاصل کرے، اس کے قرابت داروں اور خود دلہن کو اپنی رضا و رغبت سے، اپنے بس بھر مال و دولت دینے کے بعد۔

چھٹا: کسی کنواری لڑکی اور اس سے محبت کرنے والے کے درمیان رضا و رغبت کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم ہو جانا...... جو خواہش سے پیدا ہوتا ہے......

⊃ ہر طریقے کے سلسلے میں گفتگو کیجیے کہ کیا شادی کا فیصلہ ہوتا تھا۔
(الف) دلہن کی طرف سے
(ب) دولہا کی طرف سے
(ج) دلہن کے باپ کی طرف سے
(د) دولہا کے باپ کی طرف سے
(ر) کسی اور شخص کی طرف سے

دعویٰ رکھنے والے خاندانوں سے متعلق لڑکیوں اور عورتوں کی زندگی کو عام طور پر اتنی احتیاط سے منظم کیا جاتا تھا کہ ان کی شادی 'صحیح' وقت پر 'صحیح' شخص کے ساتھ کر دینا یقینی ہو۔ اس سے یہ عقیدہ ابھرا کہ 'کنیا دان' یا شادی میں بیٹی کا تحفہ باپ کا مذہبی فرض ہے۔

نئے شہروں کے وجود میں آنے سے (باب 2) سماجی زندگی اور پیچیدہ ہو گئی۔ دور نزدیک کے لوگ اپنی چیزوں کی خرید و فروخت کے لیے آپس میں ملنے لگے اور انھیں شہری ماحول میں ایک دوسرے کے خیالات میں شرکت کا موقع ملا۔ ممکن ہے اس سے پرانے عقائد و عمل پر سوال اٹھانے کی طرف راہ ہموار ہوئی ہو (ملاحظہ ہو باب 4) اس خطرے یا چیلنج سے دوچار ہو کر برہمنوں نے سماجی رویے کے ضابطوں کی ایک طویل فہرست تیار کر دی۔ اس پر برہمنوں کو خصوصی طور پر اور باقی سماج کو عمومی طور پر عمل کرنا تھا۔ تقریباً 500 قبل مسیح سے ان معیاروں کی تدوین سنسکرت تحریروں کی شکل میں شروع ہوئی جنھیں 'دھرم سوتر' یا 'دھرم شاستر' کا نام دیا گیا۔ ایسی تحریروں میں سب سے اہم 'منوسمرتی' کی تدوین تقریباً 200 قبلِ مسیح اور 200 عیسوی کے درمیان ہوئی۔

حالانکہ ان متنوں کے مرتب کرنے والے برہمنوں کا دعویٰ تو یہی تھا کہ ان کا نقطہ نگاہ عوام الناس کے لیے قابلِ عمل ہے۔ جو کچھ انھوں نے بیان کر دیا ہے اس کی ہر شخص کو پابندی کرنا لازمی ہے مگر امکان یہی ہے کہ حقیقی سماجی رشتے زیادہ الجھے ہوئے تھے۔ پھر پورے برصغیر میں علاقائی اختلاف یا تبدیلیوں کے ہوتے ہوئے اور رسل و رسائل یا ملنے جلنے کے مواقع کی کمی کے نتیجے میں برہمنوں کا اثر کسی طرح ہر حصے تک سرایت نہیں کر رہا تھا۔ جو چیز دلچسپ ہے وہ یہ ہے کہ دھرم سوتروں یا دھرم شاستروں میں شادی کے آٹھ طریقوں کو تسلیم کیا گیا تھا۔ اُن میں پہلے چار طریقوں کو 'اچھا'، مانا گیا تھا اور باقی چار کی مذمت کی گئی تھی۔ ممکن ہے ان پر وہ لوگ عمل کرتے ہوں جو برہمنوں کے معیاروں کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

2.4 عورتوں کے گوتر

لگ بھگ 1000 قبل مسیحی دور سے برہمنوں کا ایک طریقہ لوگوں (خصوصاً برہمنوں) کو گوتر کی اصطلاح میں تقسیم کرنا تھا۔ ہر گوتر کا نام کسی ویدانتی روشن ضمیر شخص پر رکھا گیا تھا۔ جو لوگ بھی اس گوتر سے تعلق رکھتے تھے وہ اس کے جانشین مانے جاتے تھے۔ گوتر کے سلسلے میں دو ضابطے خصوصاً اہم تھے۔ شادی کے ساتھ عورتیں اپنا گوتر چھوڑ کر اپنے شوہر کے گوتر کو اپنا لیتی تھیں۔ ایک ہی گوتر کے افراد آپس میں شادی نہیں کر سکتے تھے۔

یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آیا اس پر عمومی طور پر عمل ہوتا تھا یا نہیں ایک طریقہ مردوں اور عورتوں کے نام دیکھنے کا ہے۔ کیونکہ کبھی کبھی یہ گوتر کی بنیاد پر رکھے جاتے تھے۔ یہ نام طاقتور حکمراں خاندانوں کی صورت میں تو موجود ہیں ـــــ مثال کے طور پر 'ستواہن' خاندان کے حکمراں جنھوں نے (تقریباً دوسری صدی قبل مسیح سے دوسری صدی عیسوی تک) مغربی ہندوستان کے کچھ

ماخذ:4

کتبات سے حاصل شدہ
ستواہن بادشاہوں کے نام

یہ ستواہن حکمرانوں کی کئی نسلوں کے نام ہیں جنھیں کتبوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ تمام ناموں کے ساتھ '**راجا**' کے لقب پر غور کیجیے۔ ساتھ ہی مندرجہ ذیل لفظ کو بھی نگاہ میں رکھیے جو 'پوت' کے لفظ پر ختم ہوتا ہے جو 'بیٹے' کے لیے پراکرت کا لفظ ہے۔ 'گوتمی پوت' کا مطلب ہے 'گوتم کا بیٹا'۔ 'گوتمی' اور 'وسیتھی' جیسے نام 'گوتم' اور 'وششٹھ' ویدانتی روشن ضمیروں کے نام ہیں جن کے ناموں پر گوتروں کو موسوم کیا گیا۔

راجا گوتمی۔ پوت سیری ستکانی

راجا وسیتھی۔ پوت (سامی —) سیری۔ پولومائی

راجا گوتمی۔ پوت سامی۔ سیری۔ یانا۔ ستکانی

راجا مدھاری۔ پوت سوامی سکسینہ

راجا وساتھی۔ پوت چھترپانا۔ ستکانی

راجا ہریتی پوت ونہوکاڈاچوٹوکولانامدا۔ ستکانی

راجا گوتمی۔ پوت سیری۔ وجیا۔ ستکانی

- ان میں کتنے گوتمی۔ پوت اور کتنے وسیتھی (متبادل املا وساتھی) پوت شامل ہیں؟

شکل:3.3
ایک ستواہن حکمراں اور اس کی بیوی۔ یہ بودھ بھکچھوؤں کو عطیہ کیے گئے ایک غار کی دیوار پر بت تراشی کے نایاب نمونوں میں سے ایک حکمراں کا مظہر ہے۔ یہ تقریباً دوسری صدی قبل مسیحی دور کا ہے۔

اپنشدوں میں اسم مادری

برِیہَد رَنائک اپنشد جو قدیم ترین اپنشدوں میں سے ایک ہے (باب 4 بھی ملاحظہ ہو)، میں استادوں اور طلبا کی ایک کے بعد ایک کئی نسلوں کے نام موجود ہیں۔ ان میں سے بہت سے اپنی ماؤں کی نسبت سے موسوم ہیں۔

حصوں اور دکن پر حکومت کی۔ ان کے متعدد کتبات دریافت ہو چکے ہیں جن سے ان کے خاندانی تعلق، جس میں شادی بھی شامل تھی، تلاش کر لینے کا موقع مل جاتا ہے۔

کچھ ستواہن حکمراں کثیر زوجی تھے (یعنی ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے)۔ ان عورتوں کے ناموں کو دیکھ کر انھوں نے ستواہن بادشاہوں سے شادی کی تھی۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے بہت سی عورتوں کے نام ایسے گوتروں کے ساتھ تھے جیسے گوتم اور وششٹھ، جو ان کے باپ کے گوتر تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے برہمن ضابطوں کے مطابق اپنے شوہروں کے گوتر ناموں کو اپنانے کے بجائے انہی ناموں کو برقرار رکھا۔ ایک اور بات جو ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ کچھ عورتیں ایک ہی گوتر سے تعلق رکھتی تھیں۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ برہمن تحریروں میں بتائے گئے خارجی شادی کے اصول کی خلاف ورزی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک متبادل عمل کی مثال ہے — یعنی داخلی زوجیت یا اپنے قرابت داروں میں شادی کرنا جو جنوبی ہندوستان کے متعدد سماجوں میں رائج تھی (اور اب بھی ہے)۔ خونی قرابتوں میں شادی کا یہ طریقہ (جیسے چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد اور پھوپی زاد بہنوں بھائیوں میں شادی) ایک گتھے ہوئے سماج کی بقا کو یقینی بنانے کا ذریعہ ہے۔

برصغیر کے دوسرے حصوں میں بھی رواجوں میں اختلافات کے امکانات ہیں لیکن اس سلسلے میں اب تک کوئی مخصوص تفصیلات تیار کرنا ممکن نہیں ہوا ہے۔

2.5 کیا ماؤں کی اہمیت تھی؟

ہم نے دیکھا کہ ستواہن حکمراں اپنی مادر نسبیت (ماؤں کے نام کے ساتھ) سے پہچانے جاتے

شکل 3.4: جنگ کا ایک منظر

یہ فن بت تراشی کے سب سے پہلے نمونوں میں ایک مہابھارت کا منظر ہے۔ جو پکائی مٹی کی مورت سازی کا نمونہ ہے اسے (اتر پردیش میں) اہچھاتر کے ایک مندر کی دیوار سے لیا گیا ہے۔ تقریباً پانچویں صدی مسیحی دور

ماخذ:5

ایک ماں کا مشورہ

مہابھارت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب کوروؤں اور پانڈوؤں میں جنگ ناگزیر ہوگئی تو گندھاری نے اپنے سب سے بڑے لڑکے دریودھن سے یہ اپیل کی:

''مجھے امن برقرار رکھ کر تم اپنے باپ اور مجھے عزت دو گے اور ساتھ ہی اپنے خیر خواہوں کو بھی......وہ شخص جو اپنے حواس پر قابو رکھ کر اپنی سلطنت کی حفاظت کرتا ہے وہ دانشمند ہے۔ لالچ اور غصہ انسان کو اپنے مفاد سے دور کھینچ لیتے ہیں؛ ان دو دشمنوں کو شکست دے کر کوئی بادشاہ زمین کو فتح کر لیتا ہے... تم خوشبو کے ساتھ زمین سے فائدہ اٹھاؤ گے، میرے بیٹے، سمجھدار اور دلیر پانڈوؤں کے ساتھ... جنگ میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ کوئی قانون (دھرم) یا فائدہ (ارتھ) نہیں، خوشی تو کیا چیز ہے؛ اور پھر آخر میں فتح ہی (لازمی) نتیجہ نہیں۔ اپنے دماغ کو جنگ پر نہ جماؤ......''

دریودھن نے اپنی ماں کی بات نہیں مانی، لڑا اور جنگ ہارا۔

- کیا اس ٹکڑے سے آپ کو کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان کے شروع کے سماجوں میں ماؤں کے لیے کیا رویہ تھا؟

گفتگو کیجیے:

آج کل بچوں کے نام کس طرح رکھے جاتے ہیں؟ کیا نام رکھنے کے یہ طریقے اِس باب میں بیان کیے گئے طریقوں سے مطابقت رکھتے ہیں یا اختلاف؟

تھے۔ گوکہ اس سے لگتا ہے کہ مائیں اہمیت رکھتی تھیں لیکن ہمیں کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے احتیاط برتنا ضروری ہے۔

ستواہنوں کی صورت میں تو ہم جانتے ہیں کہ جانشینی عام طور پر پدری سلسلے کی پابند تھی۔

3۔ سماجی فرق

ذات پات نظام کے اندر اور باہر

آپ غالباً ذات پات کی اصطلاح سے واقف ہیں۔ جس کا مطلب ہے سماجی زمروں کی ایک مخصوص درجہ بندی۔ اس کی مثالی درجہ بندی کو دھرم سوتروں او ردھرم شاستروں میں بیان کیا گیا ہے۔ برہمنوں کا دعویٰ تھا کہ یہ درجہ بندی جس میں برہمنوں کو سب سے پہلے رکھا گیا تھا، حکمِ الٰہی تھا۔ گوکہ اس میں شودروں اور، اچھوتوں، کو سماجی اعتبار سے سب سے نیچے رکھا گیا تھا۔ اس نظام کو پیدائشی بنیاد پر طے شدہ فرض کیا جاتا تھا۔

3.1 ''صحیح'' پیشہ

ان چار درجوں (یا 'ورنوں') کے لیے دھرم سوتروں یا دھرم شاستروں میں مثالی 'پیشوں' کے سلسلے میں قواعد وضوابط بھی رکھے گئے تھے۔ برہمنوں کے لیے ویدوں کا مطالعہ اور ان کی تعلیم کا کام فرض کیا گیا تھا۔ قربانیاں کرنا اور دوسروں سے کروانا، اور تحفے (یا چڑھاوے) دینا اور لینا بھی انھیں کے کام تھے۔ چھتریوں کو جنگ وجدل میں مصروف رہنے، لوگوں کی حفاظت، انصاف کے قیام، ویدوں کے مطالعے، دوسروں سے قربانیاں کروانے اور تحفے دینے کے کام سونپے گئے تھے۔ آخری تین پیشے ویشیوں کو بھی دیے گئے تھے۔ ان کے ساتھ ان سے زراعت، گلّا بانی اور تجارت کے کام انجام دینا بھی متوقع تھے۔ شودروں کے لیے صرف ایک پیشہ — اوپر کے تین ورنوں کی خدمت کرنا مقرّر کیا گیا تھا۔

ماخذ: 6

ایک حکم الٰہی؟

اپنے دعووں کے جواز کے لیے برہمن عام طور پر رگ وید کی مناجات کے ایک اشلوک کو پیش کرتے تھے جسے 'پُرش سُکتا' کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس میں ابتدائی انسان 'پرش' کی قربانی کو بیان کیا گیا ہے۔ کائنات کے تمام عناصر بشمولیت یہ چار سماجی درجے، اُسی کے جسم سے صادر ہونا مانا گیا ہے۔

برہمن اس کا منہ، اس کے بازوؤں سے چھتری بنے اس کی رانیں ویشیہ بن گئیں۔ پیروں سے شودر پیدا ہوئے۔

➲ آپ کا کیا خیال ہے، برہمن اس اشلوک کا کیوں حوالہ دیتے تھے؟

© NCERT not to be republished

ماخذ:7

'صحیح' سماجی کردار

مہابھارت کے آدی پارون کی ایک کہانی اس طرح ہے:
ایک مرتبہ کورؤ راجکماروں کے تیر اندازی کے برہمن استاد 'درونا' کے پاس، نشاد (شکاری سماج) کا جنگل واسی ایکلویہ آیا۔ جب دھرم سے واقف درونا نے اُسے اپنا شاگرد بنانے سے انکار کر دیا تو ایکلویہ جنگل واپس چلا گیا اور اس نے مٹی سے درونا کا ایک بت بنایا اور اسے اپنا استاد سمجھتے ہوئے اپنے طور پر تیراندزی کی مشق شروع کر دی۔ کچھ عرصے بعد اس نے تیراندازی میں بڑی مہارت حاصل کر لی۔ ایک دن کورؤ راج کمار شکار پر گئے اور ان کے کتّے نے جنگل میں گھومتے پھرتے ایکلویہ کو دیکھ لیا۔ جب کتے نے سیاہ فام نشاد کی بو سونگھی، جس کے جسم پر مٹی کی پپری جمی ہوئی تھی اور کالے ہرن کی کھال میں لپٹا ہوا تھا، تو اس نے بھونکنا شروع کر دیا۔ اس پر غصہ میں آ کر ایکلویہ نے اس کے منہ میں سات تیر بھر دیے۔ جب کتا پانڈوؤں کے پاس واپس پلٹا تو وہ تیر اندازی کے اس غیر معمولی مظاہرے کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انھوں نے ایکلویہ کو ڈھونڈ نکالا۔ جس نے اپنا تعارف درونا کے ایک شاگرد کی حیثیت سے کیا۔

درونا نے اپنے شاگرد ارجن سے ایک بار کہا تھا کہ وہ اس کے شاگردوں میں بے مثال ہوگا۔ ارجن نے اسے یہ بات یاد دلائی۔ درونا ایکلویہ کے پاس پہنچا تو اس نے درونا کو پہچان کر اس کا اپنے استاد کی طرح عزت و احترام کیا۔ جب درونا نے اپنی فیس کے طور پر اس کے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا طلب کیا تو ایکلویہ نے بے جھجک اسے کاٹ کر درونا کو دے دیا لیکن اس کے بعد جب اس نے اپنی بچی ہوئی انگلیوں سے تیر چلائے تو ان میں وہ پھرتی باقی نہیں رہی تھی جو پہلے تھی۔ اس طرح درونا نے اپنا وچن پورا کیا۔ کوئی ارجن سے بہتر نہیں تھا۔

⊃ آپ کے خیال میں نشادوں کے لیے اس کہانی کے ذریعے کیا پیغام پہنچانا مقصود تھا؟ چھتریوں کو یہ کیا پیغام دیتی ہے؟
آپ کا کیا خیال ہے کہ درونا، برہمن ہوتے ہوئے، تیر اندازی سکھانے کے کام کو دھرم سوتروں کے مطابق انجام دے رہا تھا؟

برہمنوں نے ان معیاروں کو عائد کرنے کے لیے دو تین حکمت عملیاں طے کی تھیں۔ پہلی، جو ابھی ہم اوپر دیکھ چکے ہیں، وہی تھی کہ ورن کے اس نظام کی بنیاد حکم الٰہی پر ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ بادشاہوں کو مشورہ دیتے تھے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ یہ حکمت عملی ان کے یہاں متبوع ہے۔ تیسرے وہ لوگوں کو اس بات کے لیے قائل کرتے تھے کہ ان کا مرتبہ پیدائشی طور پر ہی متعین ہے اگر چہ یہ بات آسان نہیں تھی لیکن اس نسخہ کا استعمال مہابھارت اور دوسری کتابوں میں انھوں نے خوب کیا۔

3.2 غیر چھتری بادشاہ

شاستروں کے مطابق صرف چھتری ہی بادشاہ ہو سکتے تھے۔ لیکن کچھ اہم حکمراں خاندان غالباً کچھ مختلف بنیاد والے بھی ہوئے ہیں۔ موریہ خاندان، جس کے حکمرانوں نے ایک وسیع وعریض سلطنت پر حکومت کی، اس کی سماجی بنیاد خاصی گرما گرم بحث کا موضوع ہے۔ گو کہ بعد کی بودھ تحریریں ان کے چھتری ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہیں، مگر برہمن تحریروں میں انھیں کمتر بنیاد کا

بتایا گیا ہے۔ موریاؤں کے فوری جانشین شنگا اور کنوا حکمراں برہمن تھے۔ حقیقت میں سیاسی اقتدار کا دروازہ ہر اس شخص کے لیے کھلا ہوا تھا جو حمایت اور ذرائع اکٹھا کر لیتا تھا۔ اس کا انحصار مشکل سے ہی چھتری پیدائش کی بنیاد پر ہوتا تھا۔

دوسرے حکمراں، جیسے 'شاک' جو وسطِ ایشیا سے آتے تھے، انھیں برہمن 'ملیچھ' بربر، یا 'باہر والے' مانتے تھے۔ بہر حال کچھ قدیم ترین سنسکرت کتبوں میں سے ایک کتبہ میں بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح رُدرمان، مشہور ترین شاک حکمراں (تقریباً دوسری صدی عیسوی) نے سدرشن جھیل کی دوبارہ تعمیر کی (باب 2)۔ اس سے یہ بھی اظہار ہوتا ہے کہ صاحبِ اقتدار یا طاقتور 'ملیچھ' سنسکرت روایات سے بھی واقف تھے۔

یہ بھی خاصی دلچسپ صورت ہے کہ 'ستواہن' خاندان کا سب سے مشہور حکمراں، گوتمی پوت سیری ست کانی دونوں چیزوں کا بیک وقت دعوے دار تھا— ایک انوکھا برہمن (ایکا برہمن) اور کھتریوں کے غرور کو توڑنے والا۔ اس کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ اس نے چار ورنوں کے لوگوں کے درمیان آپسی شادیوں کے سلسلے کے خاتمے کو بالکل یقینی بنا دیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ردرمان کے قرابت داروں میں خود شادی بھی کی۔

جیسا کہ آپ نے اس مثال میں دیکھا۔ ذات پات نظام کے اندر رہتے ہوئے آپسی گٹھاؤ یا انضمام کا عمل خاصہ پیچیدہ طریقہ کار تھا۔ ستواہن حکمراں خود کو برہمن کہتے تھے جب کہ برہمنوں کے مطابق بادشاہوں کو کھتری ہونا چاہیے۔ یہ لوگ چار ورنی نظام کو برقرار رکھنے کا دعویٰ کرتے تھے مگر ایسے لوگوں سے شادی کے رشتے جوڑتے تھے جو اس نظام سے خارج فرض کیے جاتے تھے۔ جیسا ہم نے دیکھا یہ لوگ برہمنی متنوں میں کی گئی خارجی زوجیت کی سفارش کے برخلاف داخلی زوجیت کے طریقے پر عمل کرتے تھے۔

شکل 3.5:
چاندی کا ایک سکّہ جس میں ایک شاک حکمراں کو دکھایا گیا ہے۔ تقریباً چوتھی صدی عیسوی

3.3 جاتیاں اور سماجی حرکت پذیری

ان پیچیدگیوں کا اظہار متنوں میں سماجی درجوں کی تقسیم کے سلسلے میں استعمال کی گئی ایک اور اصطلاح سے بھی ہوتا ہے۔ 'جاتی' برہمنی نظریے کے مطابق 'ورن' کی طرح جاتی کی بنیاد بھی پیدائش ہی تھی، لیکن ورنوں کی تعداد تو چار پر مقرر یا محدود کر دی گئی تھی۔ جاتیوں کی تعداد پر کوئی روک نہیں تھی۔ حقیقت میں، جب بھی کبھی برہمنی صاحبانِ اقتدار کسی نئے گروپ سے دوچار ہوتے — مثال کے طور پر جنگل کے واسی، جیسے نشاد — یا وہ کسی پیشہ وری زمرے کو کسی درجے میں رکھنا چاہتے تھے، جیسے سنار یا سورن کار، اور اسے آسانی سے 'چار ورنی' نظام میں نہیں جمایا جا سکتا تھا تو انھیں 'جاتی' کے خانے میں رکھ دیا جاتا تھا۔ یہ 'جاتیاں' جو کسی ایک ہی پیشے میں مصروف ہوتی تھیں کبھی کبھی 'شرینی' یا پیشہ وری انجمنوں (گلڈوں) کے روپ میں بھی منظم ہو جاتی تھیں۔

ہمیں ایسی دستاویزیں یا تحریریں بہت کم دستیاب ہوتی ہیں جن میں ان زمروں کی تاریخ مرتب اور ریکارڈ کی گئی ہو۔ مگر کچھ مستثنیات بھی بہر صورت موجود ہیں۔ ایک دلچسپ حجری کتبہ (تقریباً پانچویں صدی عیسوی) جو مدھیہ پردیش کے منڈسور میں ملا ہے، اس میں ریشم بُننے

© NCERT not to be republished

والوں کی ایک گلڈ کا تذکرہ ہے، جو شروع میں لاٹا (گجرات) میں رہتے تھے۔ یہاں سے ہجرت کر کے مندسور پہنچے جس کا نام اس وقت داشاپورا تھا۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے بچوں اور قرابت داروں کے ساتھ یہ مشکل سفر طے کیا۔ کیونکہ انھوں نے یہاں کے بادشاہ کی عظمت کا چرچا سنا تھا اور یہ اس کی بادشاہت میں مستقل طور پر آباد ہونا چاہتے تھے۔

اس کتبے سے سماجی طرزِ عمل کی پیچیدگیوں اور ان گلڈوں یا شرینیوں کی ساخت اور کارکردگی کے مطالعے کا بڑا دلچسپ اور دلکش موقع فراہم ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کی رکنیت کی بنیاد حرفے کی کسی شاخ کے اختصاص (اسپیشلائزیشن) میں شرکت پر تھی مگر کچھ ممبروں نے دوسرے پیشے بھی اختیار کیے ہوئے تھے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ممبر ایک سے زیادہ پیشوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ یہ اپنی دولت کی سرمایہ کاری کا فیصلہ مل جل کر کرتے تھے۔ اور انھوں نے سوریہ دیوتا کے اعزاز میں ایک عالی شان مندر بنوانے کے لیے اپنے پیشے کے ذریعے پیسہ کمایا تھا۔

ماخذ: 8

ریشم بافوں نے کیا کیا؟

یہ سنسکرت میں لکھے ایک کتبے کا اقتباس ہے:

کچھ موسیقی سے بے حد لگاؤ رکھتے ہیں۔ کانوں کو (کیسی) خوش گوار لگتی (ہے)؛ دوسرے سو بہترین سوانحوں (کے مؤلف ہوتے ہوئے) فخر کرتے ہیں اور لاجواب کہانیوں سے واقف (ہیں)؛ (کچھ اور) انکساری سے پُر بہترین مذہبی گفتگو میں منہمک ہیں...... کچھ، خود اپنی مذہبی رسوم کی انجام دہی میں کمال رکھتے ہیں؛ اسی طرح کچھ دوسروں نے، جنھیں خود پر قابو ہے (ویدی) علم ہیئت میں کمال حاصل کر لیا تھا، دوسرے، جنگوں میں دادِ شجاعت دے رہے تھے، آج بھی وہ اپنے زور بازو سے دشمن کو نقصان پہنچانے کا باعث ہیں۔

3.4 چار ورنوں سے پار: اتحاد

برّصغیر کی مختلف النوع کیفیت کے ہوتے ہوئے، ایسی آبادیاں موجود تھی، اور ہمیشہ ان کا وجود رہا ہے، جن کے سماجی عمل برہمنی تصورات سے متأثر نہیں تھے۔ سنسکرت متنوں میں جہاں جہاں ان کا تذکرہ آیا ہے وہاں انھیں عام طور پر 'فالتو' (معاشرے سے باہر) غیر مہذب یا 'جانور جیسے' الفاظ کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔ بعض صورتوں میں اس زمرے میں وَن واسی بھی شامل تھے جن کے پاس بقائے حیات کے لیے شکار اور جنگل کی پیداواروں کا جمع کرنا سب سے اہم ذریعہ تھا۔ 'نشاد' جیسے گروپ اس کی مثال ہیں جس سے ایکلو یہ کا متعلق ہونا فرض کیا جاتا ہے۔ دوسرے زمرے جنھیں مشتبہ نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا ان میں خانہ بدوش گلابانوں کی آبادیاں تھیں جو مقیم زراعت پیشہ معاشروں کے نظام میں آسانی سے سموئی نہیں جا سکتی ہیں۔ کبھی کبھی ان گروہوں کو بھی جو

سوداگروں کا معاملہ

سنسکرت تحریروں یا کتبوں میں سوداگروں یا تاجروں کے لیے 'وانیک' کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ گو کہ تجارت کو شاستروں میں 'ویشیوں' کا پیشہ بتایا گیا ہے لیکن اس کی کچھ زیادہ پیچیدہ شکل کچھ ڈراموں میں نظر آتی ہے (تقریباً چوتھی صدی عیسوی) کے شدراکا کے **مرچھکاٹکا**، نامی ڈرامے میں۔ اس کے ہیرو چارودتا کو برہمن بھی بتایا گیا ہے اور 'سرتاواہا' یا — سوداگر بھی۔ ایک پانچویں صدی کے کتبہ میں دو بھائیوں کو جنھوں نے مندر کی تعمیر میں عطیہ دیا ہے 'چھتری وانِک، (چھتری سوداگر) بتایا گیا ہے۔

کیا آپ کے خیال میں ریشم بننے والے وہی پیشہ اختیار کیے ہوئے تھے جو اُن کے لیے شاستروں نے متعین کیا تھا؟

© NCERT not to be republished

غیر سنسکرت زبانیں بولتے تھے، 'ملچھ' کا تمغہ عطا ہو جاتا تھا اور انھیں حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔اس کے باوجود ان زمروں کے لوگوں میں خیالات اور عقائد کا لین دین بھی موجود تھا۔

ماخذ: 9

شیر جیسا شوہر

یہ مہابھارت کے اَدی پارون کی ایک کہانی کا مختصر روپ ہے:

پانڈو جنگل کی طرف بھاگ گئے تھے۔ یہ تھکے ہوئے تھے اور نیند نے انھیں آلیا۔صرف بھیم، جو اپنی جرأت و ہمت کے لیے ممتاز تھا، چوکیداری کر رہا تھا۔ایک آدم خور راکھشس نے پانڈوؤں کی بو پاکر اپنی بہن ہِدمبا کو انھیں پکڑنے بھیجا۔وہ بھیم پر عاشق ہوئی۔اس نے خود کو ایک خوبصورت دوشیزہ کی شکل میں تبدیل کر لیا اور بھیم سے شادی کی پیش کش کی۔اس نے انکار کیا۔اسی دوران راکھشس وہاں پہنچ گیا اور بھیم کو کشتی کے لیے للکارا۔بھیم نے مقابلہ منظور کیا اور اسے مار ڈالا۔اس کی آوازیں سن کر سب جاگ گئے۔ہدِمبا نے اپنا تعارف کرایا اور بھیم سے محبت کا اعلان کر دیا۔اس نے کنتی کو بتایا۔میں نے اپنے دوستوں کو،اپنے دھرم کو اور اپنے قرابتداروں کو چھوڑ دیا ہے؛ اور اچھی خاتون میں نے تمہارے شیر جیسے لڑکے کو اپنے شوہر کے طور پر چن لیا ہے......اب تم چاہے مجھے بے وقوف سمجھو یا اپنی وفادار خادمہ،مگر مجھے اپنے ساتھ رہنے دو، عظیم خاتون،اپنے لڑکے کے ساتھ میرے شوہر کی حیثیت میں (رہنے دو)۔

آخر یُدھشٹر اس شرط پر شادی کے لیے راضی ہو گیا کہ یہ دونوں دن تو ساتھ ساتھ گزاریں گے مگر بھیم روزانہ رات کو واپس آجائے گا۔یہ جوڑا دن کے وقت پوری دنیا گھوما۔اسی دوران ہدمبا نے ایک راکھشس لڑکے کو جنم دیا جس کا نام گھٹوتکچ تھا۔اس کے بعد ماں بیٹے نے پانڈوؤں کو چھوڑ دیا۔گھٹوتکچ کا چانے پانڈوؤں سے وعدہ کیا کہ جب بھی انھیں ضرورت ہوگی وہ ان کے پاس واپس آجائے گا۔

بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ راکھشس کی اصطلاح ان لوگوں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن کی زندگی کے کام برہمنی متنوں میں بتائے گئے کاموں سے مختلف ہوتے تھے۔

مہابھارت کی کچھ کہانیوں میں ان رشتوں کی ماہیت کا اظہار ہوتا ہے۔

⊖ اس ٹکڑے میں جو عمل غیر برہمنی کہے جاسکتے ہیں انھیں بیان کیجیے۔

© NCERT not to be republished

3.5 چار ورنوں سے پار

محکومیت اور ٹکراؤ

برہمن کچھ لوگوں کو تو نظام سے باہر سمجھتے ہی تھے۔ انھوں نے اس سماجی تقسیم میں مزید تیکھا پن یا تیزی اس طرح پیدا کی تھی کہ کچھ سماجی زمروں کو 'اچھوت' درجوں میں رکھ دیا تھا۔ اس کی بنیاد اس تصور پر تھی کہ کچھ عمل، خصوصاً جو مذہبی رسوم کی انجام دہی سے تعلق رکھتے تھے وہ مقدس تھے۔ کچھ اور آگے بڑھ کر 'پاک' بھی۔ وہ لوگ جو خود کو 'پاک' یا 'خالص' سمجھتے تھے وہ ان لوگوں کے ہاتھ سے کھانا لینے سے پرہیز کرتے تھے جنھیں وہ اچھوت سمجھتے تھے۔ اس 'پاکی' کے تصور کے بالکل برعکس کچھ کاموں کو ہی نجس سمجھتے تھے۔ اس میں لاش اٹھانے والے اور مردار جانوروں کے کام کرنے والے شامل تھے۔ جو لوگ اس قسم کے کام انجام دیتے تھے انھیں اس درجاتی تقسیم کے بالکل نیچے رکھا جاتا تھا اور انھیں 'چنڈال' کا نام دیا گیا تھا۔ ان کا چھو جانا اور کبھی کبھی تو ان پر نظر پڑ جانا بھی ان لوگوں کو ناپاک کرنے والا عمل مانا جاتا تھا جو خود کو اس سماجی نظام کے اعلاترین درجے پر مانتے تھے۔

شکل:3.6
ایک فقیر کے خیرات مانگنے کا منظر سنگ تراشی (گندھارا)
تقریباً تیسری صدی عیسوی

'منوسمرتی' نے **'چنڈالوں'** کے فرائض کا تعین کیا ہے۔ انھیں گاؤں کے باہر رہنا ہوتا تھا۔ بیکار، ناقابلِ استعمال برتن استعمال کرنے ہوتے تھے، مُردوں کے کپڑے اور لوہے کے زیورات پہنے ہوتے تھے۔ یہ لوگ رات کو گاؤں اور شہروں میں چل پھر نہیں سکتے تھے۔ ایسے مردوں کو ٹھکانے لگانے کا کام انھیں کا تھا جن کا کوئی عزیز موجود نہ ہو اور جلّاد کی خدمات انجام دینی ہوتی تھی۔ بہت بعد میں چینی بودھ فاہیان (تقریباً پانچویں صدی عیسوی) نے لکھا تھا کہ 'اچھوتوں' کو سڑکوں پر تالی کی آواز نکالنی ہوتی تھی تاکہ لوگ انھیں دیکھنے سے بچے رہیں۔ ایک دوسرے چینی زائر زوانی زانگ (تقریباً ساتویں صدی عیسوی) نے لکھا تھا جلّاد اور بھنگیوں کو شہر سے باہر رہنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔

ایسے غیر برہمنی متنوں کے مطالعے سے، جن میں چنڈالوں کی زندگی کا اظہار ملتا ہے، مورخین نے یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ کیا چنڈال شاستروں کی مقرر کردہ اس حقارت آمیز زندگی کو قبول کر لیتے تھے۔ گو کہ بعض صورتوں میں، برہمنی متنوں سے مطابقت بھی ملتی ہے لیکن کہیں کہیں مختلف سماجی حقیقتوں کی طرف بھی اشارے ملتے ہیں۔

ماخذ:10

بودھی سَتّ چنڈال کے روپ میں

کیا چنڈال خود کو سماجی نظام کے اس پست ترین مقام پر دھکیل دیے جانے کے سلسلے میں مدافعت بھی کرتے تھے؟ یہ کہانی پڑھیے جو پالی تحریر **متنگ جاتک**، کا حصہ ہے جس میں بودھی ست (بدھ، اپنی سابقہ پیدائش میں) کی شناخت ایک چنڈال کے روپ میں ہوتی ہے۔

ایک بار بودھی ست بنارس کے شہر سے باہر ایک چنڈال کے بیٹے کے روپ میں متنگ نام سے پیدا ہوا۔ ایک دن جب وہ کسی کام سے شہر گیا ہوا تھا تو وہ ایک سوداگر کی بیٹی دتّھ منگلک کے سامنے آ گیا۔ جب اس کی نگاہ اس (منگلک) پر پڑی تو وہ بولی ''میں نے کوئی منحوس چیز دیکھ لی ہے، اور اس نے اپنی آنکھیں دھوئیں۔ اس کے جوابی موالیوں (حاضر باش) نے غصے میں اسے مارا پیٹا۔ احتجاج کے طور پر وہ اس کے باپ کے گھر کے دروازے کے باہر جا کر لیٹ گیا۔ ساتویں دن وہ لڑکی کو باہر لائے اور اسے سونپ دیا۔ وہ بھوک سے نڈھال متنگ کو چنڈالوں کی بستی میں واپس لے گئی۔ جب وہ گھر پہنچا تو اس نے دنیا کو تج دینے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر روحانی طاقتیں حاصل کر کے وہ بنارس واپس آیا اور اس سے شادی کی۔ ان کے ایک لڑکا مانڈویہ کمار پیدا ہوا۔ اس نے بڑے ہو کر ویدوں کا علم حاصل کیا اور روزآنہ 16,000 برہمنوں کو کھانا کھلاتا تھا۔

ایک دن متنگ، پھٹے پرانے کپڑے پہنے (بھیک مانگنے کا) مٹی کا پیالہ ہاتھ میں لیے اپنے بیٹے کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور کھانا مانگا۔ مانڈویہ نے جواب دیا کہ وہ ذات باہر چنڈال جیسا لگتا ہے۔ اس لیے خیرات دیے جانے کے لائق نہیں ہے۔ کھانا برہمنوں کے لیے ہے۔ متنگ نے کہا: ''وہ جو اپنی پیدائش (نسل) پر فخر کرتے ہیں اور جاہل ہیں وہ تحفوں کے حق دار نہیں ہیں۔ اس کے برخلاف جو برائیوں سے پاک ہیں وہ نذرانوں کے لائق ہیں۔'' مانڈو کو غصہ آ گیا اور اس نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ اس آدمی کو باہر پھینک دیں۔ متنگ اپنے مقام سے اوپر اٹھا اور ہوا میں غائب ہو گیا۔ جب دتّھ منگلک کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو وہ متنگ کے تعاقب میں گئی اور اس سے معافی مانگی۔ اس نے کہا کہ پیالے میں جو کچھ بچا کھچا ہے وہ خود کھا لے اور کچھ مانڈویہ اور برہمنوں کو دے دے......

- اس کہانی میں ان اجزا کی شناخت کیجیے جن سے یہ نشاندہی ہو کہ اسے متنگ کے تناظر سے لکھا گیا تھا۔

گفتگو کیجیے:

اس باب میں وہ مآخذ کون کون سے ہیں جن سے یہ اندازہ ہو سکے کہ لوگ برہمنوں کے طے کردہ پیشے اختیار کرتے تھے؟ کن مآخذوں سے دوسرے امکانات کی نشاندہی ہوتی ہے؟

© NCERT not to be republished

4۔ پیدائش سے پار

ذرائع اور حیثیت

اگر آپ باب 2 میں زیر بحث آئے معاشی رشتوں کو یاد کریں تو آپ کو خیال آئے گا کہ برصغیر کے مختلف حصوں میں غلام، بے زمین زراعتی مزدور، شکاری، مچھیرے، گلے بان، کسان، گاؤں کے مکھیا، دستکار، تاجر اور بادشاہ سب سماجی کرداروں کو ادا کر رہے تھے۔ ان کی سماجی حیثیتوں کا روپ عام طور پر معاشی ذرائع تک ان کی پہنچ سے بنتا تھا۔ یہاں ہم کچھ مخصوص صورتوں میں معاشی ذرائع تک پہنچ کر سماجی اثرات کا جائزہ لیں گے۔

4.1 ملکیت تک صنفی پہنچ

سب سے پہلے **مہابھارت** کے ایک نازک موقعے پر غور کیجیے۔ کوروں اور پانڈووں کی ایک طویل رقابت کے دوران دریودھن نے یدھشٹر کو جوے کے کھیل کی دعوت دی۔ مؤخر الذکر نے، جسے دھوکا دیا گیا تھا، اپنا سونا، ہاتھی، رتھ، غلام، فوج، خزانہ، سلطنت، اپنی رعایا کی ملکیتیں، اپنے بھائی اور آخر میں خود اپنی ذات کو داؤ پر لگایا اور سب کچھ ہار گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی مشترکہ بیوی کو داؤ پر لگایا اور اسے بھی ہار گیا۔

اس جیسی کہانیوں کے پیش نظر، ملکیت کے جو مسائل اٹھے ہیں (ماخذ 11) وہ دھرم سوتروں اور دھرم شاستروں میں بھی نظر آتے ہیں۔ منوسمرتی کے مطابق باپ کی جائیداد والدین کی موت کے بعد تمام لڑکوں میں برابر تقسیم ہونی چاہیے، لیکن سب سے بڑے کا ایک خصوصی حصہ ہوتا ہے، عورتیں ان ذرائع میں کسی حصے کا دعویٰ نہیں کر سکتیں۔

بہر طور عورتوں کو ان تحائف یا دولت کو رکھنے کا حق تھا جو انھیں شادی کے وقت ملتے تھے، جیسے استری دھن (لفظی معنی ایک عورت کی دولت) کہا جاتا تھا، اس کے بچے اسے ورثے کے طور پر حاصل کر سکتے تھے اور اس پر شوہر کا کوئی دعویٰ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی منوسمرتی میں عورتوں کو خاندان کی دولت اکٹھا کرنے پر تنبیہ بھی کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ شوہر کی اجازت بغیر اپنی قیمتی چیزیں جمع کرنے پر بھی متنبہ کیا گیا تھا۔ آپ واکاٹک کی رانی پربھاوتی گپتا (باب 2) کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ بہر طور تمام مجموعی شہادتیں —— کتباتی اور تحریری دونوں —— اسی سمت میں نشاندہی کرتی نظر آتی ہیں کہ —— اعلا طبقوں کی عورتوں کی پہنچ تو کچھ ذرائع پر ممکن تھی مگر زمین، مویشیوں اور دولت پر عام طور پر مردوں کی ہی گرفت تھی۔ دوسرے لفظوں میں، مردوں اور عورتوں کے درمیان سماجی فرقوں میں ان دونوں کی ذرائع تک پہنچ کے مواقع میں نابرابری کی وجہ سے اور شدّت پیدا ہوتی تھی۔

ماخذ: 11

دروپدی کا سوال

ایسا مانا جاتا ہے کہ دروپدی نے یدھشٹر سے یہ سوال کیا تھا کہ کیا وہ اسے داؤ پر لگانے سے پہلے خود کو ہار چکا تھا۔ اس سوال کے جواب میں دو متضاد رائیں ظاہر کی گئیں۔

ایک: یہ کہ اگر یدھشٹر پہلے خود کو ہار بھی چکا تھا، تب بھی اس کی بیوی بہر طور اس کے قابو میں تھی اور وہ اسے داؤ پر لگا سکتا تھا۔

دو: ایک غیر آزاد شخص (جیسا کہ خود کو ہار چکنے کے بعد یدھشٹر اس وقت تھا) کی دوسرے شخص کو داؤ پر نہیں لگا سکتا تھا۔

یہ مسئلہ حل نہ ہوسکا: آخر کار دھرت راشٹر نے پانڈوؤں اور دروپدی کی ذاتی آزادی بحال کر دی۔

⊃ آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا اس واقعے سے اس طرف اشارہ نہیں ہوتا کہ بیویوں کو ان کے شوہروں کی ملکیت سمجھا جا سکتا ہے؟

© NCERT not to be republished

ماخذ: 12

مرد اور عورتیں دولت کس طرح حاصل کر سکتے تھے؟

منوسمرتی میں بتایا گیا ہے کہ مردوں کے لیے دولت حاصل کرنے کے سات ذریعے ہیں: وراثت، خزانہ پالینا، خریدنا، فتح، سرمایہ کاری، کام اور اچھے لوگوں سے تحفے حاصل کرنا۔

عورتوں کے لیے دولت حاصل کرنے کے چھ ذریعے ہیں۔ جو کچھ آگ کے سامنے دیا گیا ہو؛ (شادی) یا بارات کے جِلو میں ہیں؛ یا شفقت و محبت کی علامت کے طور پر دیا گیا ہو، اور جو کچھ اسے اپنے بھائی، ماں یا باپ سے ملے۔ وہ شادی کے بعد نجی دیے گئے کسی تحفے سے دولت حاصل کر سکتی ہے یا جو اس کا 'محبت کرنے والا' شوہر اسے دے دے۔

مرد اور عورتیں جن ذریعوں سے دولت حاصل کر سکتی تھیں ان کا مقابلہ اور موازنہ کیجیے۔

4.2 ورن اور ملکیّت تک پہنچ

برہمنی تحریروں کے مطابق (صنف کے علاوہ) ملکیتوں تک پہنچ یا حصول میں باقاعدگی پیدا کرنے کا ایک اور اصول 'ورن' تھا۔ جیسا کہ ہم نے اوپر دیکھا شودروں کے لیے جو واحد پیشہ طے کیا گیا تھا وہ خدمت گزاری تھا جب کہ اوپر کے تین ورنوں کے مردوں کے لیے طرح طرح کے پیشیوں کی فہرست دی گئی تھی۔ اگر ان صورتوں کو پوری طرح بر سر کار لایا گیا ہوتا تو سب سے زیادہ دولت مند برہمن اور چھتری ہوتے۔ یہ صورت اس وقت کی سماجی کیفیات میں کسی حد تک موجود بھی تھی۔ پجاریوں اور بادشاہوں کے بارے میں کچھ دوسری تحریری روایات سے ظاہر بھی ہوتا ہے۔ بادشاہوں کو تو کم و بیش مستقل دولتمند دکھایا ہی جاتا تھا۔ پجاریوں کو بھی عام طور پر دولت مند ہی بتایا گیا ہے۔ لیکن کہیں کہیں غریب برہمنوں کا بھی ذکر مل جاتا ہے۔

اس کے باوجود کہ معاشرہ کے روپ کے لیے برہمنی طرز فکر کو دھرم سوتروں اور دھرم شاستروں میں باقاعدگی سے مرتب کر دیا گیا تھا، بہر طور، اس نظام کے سلسلے میں ناقدانہ روایتیں کچھ دوسری سطح پر ابھریں۔ ان میں سے کچھ بہترین روایات ابتدائی بدھ مت (تقریباً چھٹی صدی قبل مسیح سے آگے: باب 4 بھی ملاحظہ ہو) دور میں وجود میں آئیں۔ بدھ مت کے پیرو کاروں نے تسلیم کیا کہ معاشرے میں فرق یا اختلافات موجود تھے، مگر وہ انھیں فطری یا بے لوچ نہیں مانتے۔ وہ پیدائش پر مبنی حیثیت یا درجے کے تصور کو بھی مسترد کرتے ہیں۔

ماخذ: 13

دولت مند شودر

یہ کہانی پالی میں ایک بودھ تحریر کی بنیاد پر ہے جسے 'مجھمانِکایۂ' کا عنوان دیا گیا ہے اور اس میں اونتی پوت نامی بادشاہ اور کچھنا (کچّھن) نامی بدھ کے ایک شاگرد کے درمیان ایک مکالمے کا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ گو کہ ممکن ہے یہ لفظ بلفظ حقیقت نہ ہو اس سے بودھوں کی ورن کے بارے میں فکر کا ضرور اظہار ہوتا ہے۔

اونتی پوت نے کچھنا سے پوچھا کہ وہ ان برہمنوں کے بارے میں کیا نظریہ رکھتا ہے جن کا خیال ہے کہ وہ بہترین ذات کے لوگ ہیں اور تمام دوسری ذاتیں کمتر ہیں؟ کیوں کہ برہمن ہی صرف گوری ذات ہیں باقی سب ذاتیں کالی ہیں؛ اور یہ کہ صرف برہمن ہی خالص یا پاک ہیں اور بقیہ نہیں ہیں اور برہمن برہم کے بیٹے ہیں، اس کے منہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ برہم سے پیدا، برہم کے بنائے اور برہم کے جانشین۔ کچھنا نے جواب دیا ''اگر شودر دولتمند ہوں......تو کیا دوسرا شودر...... یا چھتری یا برہمن یا ویشیہ ......اس سے نرمی سے بات کریں گے؟

اونتی پوت نے جواب دیا کہ اگر کسی شودر کے پاس دولت، اناج، سونا، چاندی ہو تو وہ کسی اور شودر کو ایک تابعدار ملازم کی حیثیت میں نوکر رکھ سکتا ہے؟ جو اس سے پہلے اٹھ جائے، اس کے بعد آرام کرے، اس کا حکم بجالائے، اس سے نرمی سے بات کرے؛ وہ تو کسی برہمن، کسی چھتری یا ویشیہ کو بھی اپنے تابعدار ملازم کی حیثیت میں رکھ سکتا ہے۔

کچھنا نے پوچھا ''اگر ایسا ہے تو کیا یہ چاروں ورن بالکل ایک نہیں ہیں؟

اونتی پوت نے تسلیم کر لیا کہ اس سلسلے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

- اونتی پوت کے پہلے بیان کو دوبارہ پڑھیے۔ اُن میں وہ کون سے تصورات ہیں جنھیں برہمنی تحریروں یا روایتوں سے اخذ کیا گیا ہے؟ کیا آپ ان میں سے کسی کا ماخذ تلاش کر سکتے ہیں؟
اس متن میں کیا چیز سماجی فرق کو بیان کرتی ہے؟

4.3 ایک متبادل سماجی منظر نامہ

دولت میں شرکت

اب تک ہم ایسی کیفیات کا مطالعہ کر رہے تھے جن میں لوگ دولت کی بنیاد پر خود کو ایک مخصوص حیثیت کا دعویدار سمجھتے تھے یا دوسرے اسی بنیاد پر یہ حیثیت انھیں دیتے تھے مگر کچھ دوسرے امکانات بھی بہر حال موجود تھے۔ وہ صورت جس میں سخی حضرات کی عزت ہوتی تھی اور وہ لوگ جو کنجوسی کا رویّہ رکھتے تھے یا صرف اپنے لیے دولت جمع کرتے تھے انھیں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ایسا ایک علاقہ جہاں ان قدروں کو پسند کیا جاتا تھا قدیم تمِلا کم تھا، جہاں جیسا کہ ہم دیکھ

© NCERT not to be republished

چکے ہیں (باب-2) لگ بھگ 2000 سال پہلے بہت سی سرداریاستیں تھیں۔ اور چیزوں کے علاوہ یہ سرداران شاعروں اور بھاٹوں، گویّوں کی سرپرستی کرتے تھے جو ان کے قصیدے پڑھتے تھے۔ تامل سنگم مجموعوں میں شامل نظموں میں جگہ جگہ لوگوں کے سماجی اور معاشی رشتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ گو کہ امیر و غریب لوگوں میں فرق موجود تھے، مگر جن لوگوں کی دولت پر گرفت تھی ان سے یہ بھی توقع کی جاتی تھی کہ وہ اس میں سے دوسروں کا حصہ بھی دیں گے۔

شکل: 3.7
ایک سردار اور اس کا پیرو پتھر کی بت تراشی کا نمونہ۔ امراوتی (آندھرا پردیش) تقریباً دوسری صدی عیسوی

سنگ تراش نے سردار اور اس کے پیرو میں فرق کو کس طرح ظاہر کیا ہے؟

ماخذ: 14

غریب سخی سردار

تامل سنگم ادب (تقریباً پہلی صدی عیسوی) کی نظموں کے مجموعوں میں ایک مجموعے 'پران رورۂ' میں شامل ایک نظم میں ایک بھاٹ دوسرے شاعروں سے اپنے مربّی کے بارے میں اس طرح بیان کرتا ہے:

اس (یعنی مربی) کے پاس اتنی دولت نہیں ہے کہ وہ روزانہ دوسروں پر بے دھڑک لٹا سکے۔
نہ اس میں ایسی تنگ مزاجی ہے کہ وہ یہ کہہ کر کہ اس کے پاس کچھ ہے ہی نہیں، انکار کردے......
وہ ارنثانی (ایک مقام) میں رہتا ہے اور سخت ہے۔ وہ بھاٹوں کی بھوک کا دشمن ہے۔
اگر تم اپنی مفلسی کا علاج چاہتے ہو تو آؤ، میرے ساتھ آؤ، بھاٹ جن کے لب ایسے سدھے ہوئے ہیں!
اگر ہم اس سے مانگیں بھوک سے سوکھی یہ پسلیاں دکھاتے ہوئے، تو وہ اپنے گاؤں کے لوہار کے پاس جائے گا۔
اور اس مضبوط ہاتھوں والے انسان سے کہے گا۔
مجھے جنگ کے لیے ایک بھالا بنا دو، جس کا پھل بالکل سیدھا ہو!

بھاٹ اپنے سردار کو آزمانے اور راغب کرنے کے لیے کیا کیا ترکیبیں استعمال کرتا ہے؟
سردار سے کیا توقع کی جارہی ہے کہ وہ دولت حاصل کرنے کے لیے کیا کام کرے گا؟ تا کہ اس میں سے کچھ حصہ بھاٹ کو بھی دیا جا سکے؟

گفتگو کیجیے:
آج کے معاشرے میں سماجی رشتے کس طرح عمل میں آتے ہیں؟ کیا ماضی کے انداز کے مقابلے میں کچھ مماثلتیں یا فرق موجود ہیں؟

© NCERT not to be republished

5۔سماجی تفریق کی توضیح کرنا

ایک سماجی معاہدہ

سماجی عدم مساوات کو سمجھنے اور سماجی ٹکراؤ کو حل کرنے کے لیے مطلوبہ ادارے یا آلۂ کار کا ایک تبادل بودھوں نے بھی ابھارا تھا۔سُتّ پِٹا کا کے عنوان سے موسوم متن میں شامل ایک فرضی قصے (اسطور) میں انھوں نے خیال ظاہر کیا تھا کہ ابتدا میں انسانوں کے جسمانی اعضا کی بھی پوری طرح تشکیل نہیں ہوتی تھی، نہ نباتاتی دنیا پوری طرح مکمل ہوتی تھی۔تمام موجودات ایک فرحت بخش صورتِ حال میں زندگی گزار رہے تھے وہ قدرت سے صرف اتنا ہی حاصل کرتے تھے جتنا انھیں اپنے کھانے کے لیے ضروری ہوتا تھا۔

لیکن رفتہ رفتہ اس صورت حال میں خرابی یا تنزل پیدا ہوا کیونکہ بنی نوع انسان متواتر لالچی، انتقام جو، اور پرفریب ہوتے جارہے تھے۔اس صورت میں وہ یہ سوچنے لگے کہ: کیوں نہ ہم ایک ایسا شخص منتخب کرلیں کہ جو غصہ یا اشتعال کے صحیح موقعے پر غضبناک ہو، وہ اس چیز کی سخت تنقید کرے جس کی تنقید صحیح طور پر ضروری ہو اور اسے نیست و نابود کردے جسے نابود کیا جانا حق بجانب ہو؟ اس کے بدلے میں ہم اسے چاولوں میں سے ایک حصہ دیں گے ...... یہ سب کا چُنا ہوا ہوگا، اسے مہاسمّت عظیم منتخبہ کہا جائے گا۔اس سے اس سمت اشارہ ہوتا ہے کہ بادشاہت بحیثیت ادارہ انسانی چناؤ پر مبنی ہے اور ٹیکس، اس بادشاہ کی خدمات کے لیے معاوضے کی ادائیگی ہیں۔اس کے ساتھ ہی اس سے معاشی اور سماجی رشتوں کی ادارہ جاتی تشکیل کے سلسلے میں، انسانوں کے عمل کو تسلیم کرلیے جانے کا بھی اظہار ہوتا ہے۔اس کے کچھ اور ذیلی نتائج بھی ہیں۔اگر خود انسان ہی اس نظام کی تشکیل کے ذمے دار تھے، تو وہ اسے مستقبل میں بدل بھی سکتے تھے۔

6۔تحریروں کو استعمال کرنا

مؤرخین اور مہابھارت

اگر آپ اس باب میں دیے گئے مآخذوں پر دوبارہ نگاہ ڈالیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ مؤرخین کسی تحریر یا متن کا مطالعہ یا جائزہ لیتے وقت کئی عناصر ذہن میں رکھتے ہیں۔وہ یہ دیکھتے ہیں کہ متن پراکرت، پالی، یا تمل میں تھا۔یہ وہ زبانیں تھیں جو غالباً عام لوگ استعمال کرتے تھے؛ یا سنسکرت میں تھا جو وہ زبان تھی جو پجاریوں اور طبقہ اشراف کے لیے مخصوص کردی گئی تھی۔وہ متنوں کی اقسام کو بھی دیکھتے ہیں۔کیا یہ وہ منتر تھے جنھیں مذہبی رسوم ادا کروانے والے مخصوص لوگ یاد کرکے دوہراتے تھے؛ یا وہ کہانیاں تھیں جنھیں لوگ سن سکتے تھے یا سن کر اگر انھیں پسند آئیں تو دوسروں کو سناتے تھے۔اس کے علاوہ اس کے مصنف (مصنفوں) کے بارے میں جانکاری حاصل کرنے کی کوشش کرتے

© NCERT not to be republished

تھے۔ کیونکہ انھیں کے تناظر اور خیالات ان متنوں کو روپ یا سمت دیتے تھے۔ ساتھ ہی وہ متوقع سامعین کا بھی خیال رکھتے ہیں کیونکہ عام طور پر مصنف اپنا متن تیار کرتے وقت سامعین کی دلچسپیوں کو بھی ذہن میں رکھتے ہیں۔ وہ کسی متن کی تیاری کی تاریخ یا زمانے اور تالیف کے مقام کو جاننے اور اسے یقینی بنانے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ ان تمام اندازوں کی تشکیل کے بعد ہی وہ ان تحریروں کے حقیقی متنوں کی تاریخی اہمیت تک پہنچنے اور اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے میں آپ خود ہی تصور کر سکتے ہیں کہ خصوصاً مہابھارت جیسے پیچیدہ متن پر کام کرنا کتنا مشکل ہے۔

6.1 زبان اور مواد

اب ذرا اس متن کی زبان کو دیکھیں۔ جس نسخے کے بارے میں ہم بات کر رہے ہیں وہ سنسکرت میں ہے (گو کہ دوسری زبانوں میں بھی اس کے روپ موجود ہیں)۔ بہرحال مہابھارت کی سنسکرت ویدوں کی سنسکرت سے (یا باب 2 میں زیر بحث پرشستیوں سے) کہیں زیادہ آسان ہے۔ اسی وجہ سے شاید ایک وسیع حلقے میں اسے سمجھا بھی گیا۔

مؤرخ موجودہ متن کے مواد کو دو خانوں یا دو عنوان کے تحت تقسیم کرتے ہیں۔ وہ باب جن میں کہانیاں ہیں، جنھیں 'بیانیہ' کہا جاتا ہے اور وہ باب جن میں سماجی معیاروں کے لیے تجویزیں یا نسخے ہیں جنھیں 'اخلاقیاتی' یا معلمانہ کہا گیا ہے۔ یہ تقسیم بالکل ٹھوس یا ناقابل تردید نہیں ہے۔ بہرحال، مؤرخ عام طور سے اس خیال پر متفق ہیں کہ مہابھارت ایک متاثر کن ڈرامائی کہانی کے طور پر تیار ہوئی تھی اور یہ کہ معلمانہ یا اخلاقیات والے حصے غالباً اس میں بعد میں شامل کیے گئے ہیں۔ یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ

'اخلاقیاتی'، 'معلمانہ' (Didactic) سے مراد لی جاتی ہے وہ چیز یا رُخ جو ہدایت اور رہنمائی کے مقصد سے شامل کیا جائے۔

شکل: 3.8
شری کرشن میدان جنگ میں ارجن کو مشورہ دے رہے ہیں۔
یہ پینٹنگ آٹھویں صدی عیسوی کی ہے۔ مہابھارت کا شاید سب سے زیادہ معلمانہ یا اخلاقیاتی حصہ بھگوت گیتا ہے جو اس مشورے پر مشتمل ہے جسے شری کرشن نے ارجن کو دیا تھا۔ نقاشی اور تصویر کشی میں یہ منظر اکثر دکھایا جاتا ہے۔

© NCERT not to be republished

شروع کی سنسکرت روایتوں میں اس کے متن کو'اِتہاس' کا نام دیا گیا ہے۔اس اصطلاح کے لفظی معنی ہیں ''یہ اس طرح تھا'' اسی لیے عام طور پر اس کا ترجمہ'تاریخ' کیا جانے لگا۔ کیا اس رزمیہ میں جس جنگ کو یاد کیا گیا ہے ایسی کوئی جنگ ہوئی تھی؟ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے۔بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ قرابت داروں کے درمیان ایک حقیقی جنگ کی یادداشت کو بیانیہ میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔دوسروں کا کہنا ہے کہ اس کی تصدیق کے لیے کوئی اور شہادت موجود نہیں ہے۔

6.2 مصنف (مصنفین) اور تاریخیں

یہ متن کس نے لکھا؟ اس سوال کے کئی جواب ہیں۔ اصل کہانی غالباً ان 'رتھ بان بھانڈوں نے بنائی جنھیں 'سوُتا' کہا جاتا تھا جو عام طور پر کھتری جنگجوؤں کے ساتھ میدان جنگ میں جاتے تھے اور ان کی فتوحات اور مہموں پر نظمیں کہہ کہہ کر ان کا دل بڑھانے کے لیے پڑھتے تھے۔ یہ نظمیں یا گیت زبانی طور پر ہی گردش میں رہیں۔ پھر پانچویں صدی قبل مسیح سے ان کہانیوں کو برہمنوں نے لے لیا اور انھیں تحریری شکل دینا شروع کر دیا۔ یہ وہ دور تھا جب 'کورو' اور 'پنچالہ' جیسی سرداری ریاستیں، جن کے اِرد گِرد رزمیہ کی کہانی گردش کرتی ہے سرداری ریاستوں سے آگے بڑھ کر بادشاہتوں میں بدل رہی تھیں۔کیا اس وقت کے بادشاہ اپنی 'تاریخ' کو مرتب کروا کر زیادہ منظّم صورت میں

شکل: 3.9
'گنیش جی کاتب'
روایت کے مطابق ویاس نے دیوتا کو بول کر اس کا متن لکھوایا یہ تصویر مہا بھارت کے ایک فارسی ترجمے سے لی گئی ہے۔
تقریباً 50—1740

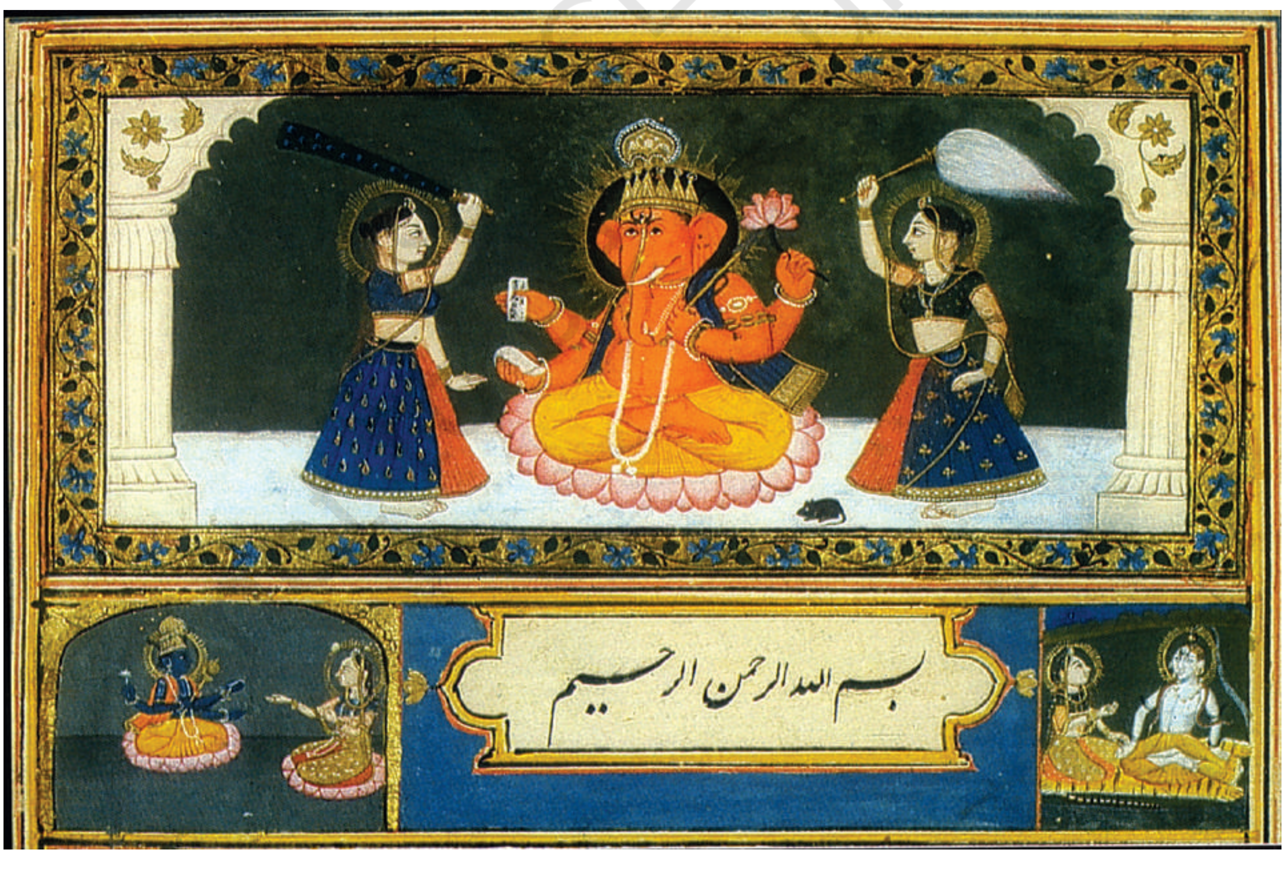

چھوڑنا چاہتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان ہنگامہ آرائیوں کے نتیجے میں، جو ان نئی ریاستوں کا لازمی حصہ تھیں، اور جن کے ساتھ پرانی قدروں کی جگہ نئے معیار اپنی جگہ بنا رہے تھے، ان کیفیات کا اظہار بھی اس کہانی کے کچھ حصوں سے ہوتا ہے۔

تقریباً 200 قبل مسیح سے 200 عیسوی کے درمیان اس کی ترتیب و تدوین کا ایک اور دور نظر آتا ہے۔ یہ وہ دور تھا جب وشنو کو زیادہ اہمیت دی جا رہی تھی اور رزمیہ کی ایک اہم شخصیت کرشن کو وشنو کی شناخت کے ساتھ دیکھا جا رہا تھا۔ اس کے بعد تقریباً 200 عیسوی سے 400 تک بڑے بڑے معلمانہ اور اخلاقیاتی حصے، جو منوسمرتی سے ملتے جلتے تھے، اس میں شامل کیے گئے۔ ان اضافوں کے ساتھ وہ متمن جو 10,000 اشلوک سے زیادہ نہیں تھا اب لگ بھگ 1,00,000 اشلوکوں کا ہو گیا۔ روایتی طور پر منظوم کرنے کے اس زبردست کام کو ایک رشی ویاس سے منسوب کیا جاتا ہے۔

6.3 حقیقت کی تلاش

تمام رزمیوں کی طرح مہابھارت میں بھی جنگوں، جنگلوں، مقامات اور بستیوں کے واضح بیانات موجود ہیں۔ 52-1951 میں ایک ماہر آثار قدیمہ بی۔ بی۔ لال نے میرٹھ (اتر پردیش) کے ایک گاؤں ہستنا پور کے علاقے میں کھدائی کروائی۔ کیا یہی رزمیہ کا ہستنا پور تھا؟ گو کہ دونوں ناموں کی یکسانیت اتفاقی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس مقام کا محل وقوع یعنی گنگا کے دوآب کا علاقہ، جہاں کورو، ریاست واقع تھی، ضرور اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہیں متن میں بیان کردہ کوروؤں کی راجدھانی تھی۔ لال کو پانچ مقبوضاتی (آبادی) درجے ملے، جن میں دوسرے اور تیسرے درجے قابل توجہ ہیں۔ دوسرے درجے (تقریباً بارھویں سے ساتویں صدی قبل مسیح) کے بارے میں لال نے لکھا: ''جس محدود حصے میں کھدائی کی گئی وہاں گھروں کے کوئی باقاعدہ منصوبے نظر نہیں آئے مگر گارے کی اور مٹی کی اینٹوں کی دیواریں جگہ جگہ ضرور دکھائی دیں۔ گارے کے ایسے پلاسٹر کی دریافت سے، جس پر نرکل کے واضح نشانات موجود تھے، ان سے اندازہ ہوا کہ کچھ گھروں میں نرکل کی دیواریں تھیں جن پر گارے کا پلاسٹر کیا گیا تھا''۔ تیسرے درجے (تقریباً چھٹی سے تیسری صدی قبل مسیح) کے لیے اس نے لکھا: اس دور کے گھر مٹی کی اینٹوں اور پکائی اینٹوں سے بنائے گئے تھے۔ گندے پانی کی نکاس کے لیے جاذب (کچے) گھڑے اور اینٹوں کی نالیاں بنائی جاتی تھیں جب کہ پکائی مٹی کے گول کنوئیں (ٹیراکوٹا رنگ ویلس)، کنوؤں اور نکاسی گڑھوں، دونوں کاموں کے لیے استعمال کیے جاتے تھے''۔

کیا رزمیہ میں شہر کے سلسلے میں بیان کا اضافہ متن مکمل ہو جانے کے بعد کیا گیا۔ جب (چھٹی صدی قبل مسیح کے بعد) اس خطے میں شہر پھل پھول رہے تھے؟ یا یہ شاعرانہ پرواز تخیل تھی جس کا دوسری شہادتوں سے موازنہ کرنا ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا۔ ایک اور مثال پر غور کیجیے، جو

not to be republished
© NCERT

مہابھارت میں سب سے زیادہ تنقید کا نشانہ بننے والی کیفیت ہے۔ یہ ہے پانڈووں سے دروپدی کی شادی۔ اس پورے بیان کا مرکزی نقطہ کثیر شوہری کا طریقہ ہے۔ اگر ہم رزمیہ کے اس باب کو دیکھیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ مصنف (مصنفین) نے اسے مختلف انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

آج کے مؤرخ اس طرف بھی اشارہ کرتے ہیں کہ مصنف (مصنفین) نے کثیر شوہری طریقے کا ذکر کیا ہے تو ممکن ہے کہ حکمراں طبقے اور اشرافیہ میں کبھی یہ طریقہ رائج رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت کہ اس واقعے کی توجیہات اتنے طریقوں سے بیان کی گئی ہیں (ماخذ 16) اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ کثیر شوہری کا طریقہ ان برہمنوں کے نزدیک رفتہ رفتہ ناپسندیدہ ہوتا چلا گیا جو صدیوں اس پر کام کرتے رہے اور جنھوں نے اس کا متن تیار کیا۔

ماخذ: 16

دروپدی کی شادی

پنچالا کے بادشاہ دروپدی نے ایک مقابلہ منعقد کیا جس میں ایک کمان چڑھانا اور ایک نشانے پر تیر لگانا شرط رکھی گئی تھی۔ جیتنے والے کو اس کی بیٹی دروپدی سے شادی کرنے کے لیے منتخب کیا جانا تھا۔ ارجن جیت گیا اور دروپدی نے اس کے گلے میں مالا ڈال دی۔ پانڈو بھائی اس کے ساتھ اپنی ماں کنتی کے پاس واپس آئے تو اس نے انھیں دیکھے بغیر حکم دے دیا کہ جو کچھ وہ لائے ہیں آپس میں بانٹ لیں۔ دروپدی کو دیکھ کر اسے اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا مگر اس کی حکم عدولی ممکن نہیں تھی۔ کافی گفت وشنید کے بعد یدھشٹر نے فیصلہ دے دیا کہ وہ ان کی مشترکہ بیوی ہوگی۔

جب دروپدی کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے احتجاج کیا۔ جوتشی ویاس آئے تو انھوں نے بتایا کہ فی الحقیقت پانڈو اندر کا اوتار ہیں، جس کی بیوی نے دروپدی کے روپ میں جنم لیا ہے۔ اس لیے یہ ایک دوسرے کے لیے لکھے جا چکے ہیں۔

مہارشی ویاس نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ ایک عورت نے شیو سے شوہر کی دعا کی تھی، اور اپنے جوش میں ایک کے بجائے پانچ مرتبہ دعا کی تھی۔ اس عورت نے اب دروپدی کے روپ مین جنم لیا تھا اور شیو نے اس کی دعا قبول کر لی تھی۔ ان کہانیوں سے مطمئن ہوتے ہوئے دروپد نے شادی کی منظوری دی۔

- آپ کا کیا خیال ہے مصنف (مصنفین) نے ایک واقعے ہی کی تین توجیہیں کیوں بیان کی ہیں؟

ماخذ: 15

ہستناپورہ

مہابھارت کے آدی پارون میں شہر کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

شہر سمندر کی طرح ابلا پڑتا تھا سیکڑوں محل سرایوں سے بھرا، ابھرے ہوئے داخلے کے دروازوں محرابوں، گمٹیوں سے، جیسے اندر کے عظیم شہر کی شان وشوکت کو بادلوں نے گھیر کر اور دوبالا کر دیا ہو۔

- کیا آپ کے خیال میں لال کی دریافتیں رزمیہ میں بیان کردہ ہستناپورہ سے کچھ میل رکھتی ہیں؟

شکل: 3.10
ہستناپورہ کی کھدائی میں دریافت ہوئی ایک دیوار

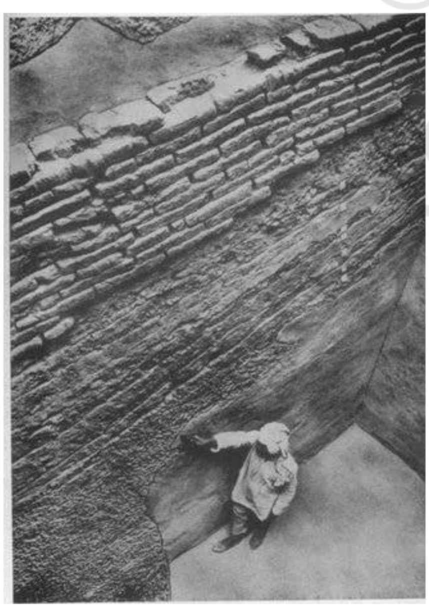

© NCERT not to be republished

کچھ مؤرخین نے یہ بھی بتایا ہے کہ کثیر شوہری طریقہ ممکن ہے برہمنوں کے نزدیک کبھی غیر مقبول بلکہ ناپسندیدہ مانا جاتا ہو مگر یہ ہمالیہ کے علاقوں میں رائج تھا (اور آج بھی ہے) کچھ اور مؤرخوں کا خیال ہے کہ جنگ کے زمانوں میں عورتوں کی قلت ہوجاتی ہوگی جس کے نتیجے میں کثیر شوہری طریقہ اپنایا جاتا ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں یہ بحرانی کیفیات کا نتیجہ تھا۔

کچھ ابتدائی مآخذوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ کثیر شوہری طریقہ شاید نہ ایک واحد طریقہ تھا نہ کوئی مقبولِ عام طریقہ۔ پھر مہابھارت کے مصنف (مصنفوں) نے مہابھارت کے مرکزی کرداروں سے اس (غیر مقبول یا غیر موجود طریقے) کو کیوں وابستہ کیا؟ اس سلسلے میں ہمیں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ تخلیقی ادب کے بیان کے کچھ اپنے مخصوص تقاضے ہوتے ہیں اور یہ لفظ بہ لفظ سماجی حقیقتوں کو ظاہر نہیں کرتا۔

7۔ ایک متحرک تحریر

مہابھارت کا ارتقا سنسکرت روپ کے ساتھ رک نہیں گیا۔ صدیوں تک دوسری زبانوں کے بولنے پڑھنے والوں اور لکھنے والوں کے درمیان ایک متواتر گفتگو یا خیالات کے لین دین کے ساتھ اس رزمیہ کے متعدد لسانی روپ تیار ہوتے رہے۔ بہت سی کہانیاں، جو مختلف علاقوں اور خاص زمروں میں مقبول عام تھیں، وہ اس کے متن میں شامل ہوتی رہیں۔ پھر ساتھ ہی ساتھ خود رزمیہ کی مرکزی کہانی بھی مختلف انداز میں دہرائی جاتی رہی۔ اس کے واقعات یا قصے سنگ تراشی اور مصوری وغیرہ کے ذرائع سے ظاہر کیے جاتے رہے۔ ان سے بہت سے محفلی فنون (پرفورمنگ آرٹس) کے تصورات کو ابھارنے کے لیے کافی وسیع میدان ملا——ڈرامے، رقص اور دوسرے بیانیہ اور حکایاتی طریقے۔

گفتگو کیجیے:

اس باب میں مہابھارت سے دیے گئے اقتباسات کو ایک بار پھر پڑھیے۔ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں گفتگو کیجیے کہ کیا یہ لفظ بلفظ حقیقی تھے؟ ان متنوں کے ماہرین ہمیں ان کے بارے میں کیا بتاتے ہیں جنھوں نے ان کی تالیف کی تھی؟ وہ ان لوگوں کے بارے میں کیا بتاتے ہیں جنھوں نے اس رزمیہ کو لازمی طور پر پڑھا یا سنا ہوگا؟

رزمیہ کے واقعات کی باز گوئی یا اس کے نئے ڈرامائی روپ، اس کے خاص بیانیہ سے اخذ کر کے ایک تخلیقی عمل کی آمیزش کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔ ہم مہابھارت کے ایک واقعے کی مثال لیتے ہیں جسے ہماری ہم عصر ایک ہنگامی ادیبہ مہاشویتا دیوی نے، جو ہر طرح کی زیادتیوں اور ظلم و جبر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی رہی ہیں، ایک نئے روپ میں پیش کیا ہے۔ اس خاص موقع پر انھوں نے مہابھارت کی خاص کہانی کے متبادل امکانات ظاہر کیے ہیں اور ان سوالات کی طرف توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کی ہے جن پر سنسکرت متن خاموش ہے۔

سنسکرت متن میں بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح دریودھن نے پانڈووں کو مار ڈالنے کے لیے لاکھ سے بنائے گئے ایک خصوصی گھر میں انھیں ٹھہرا کر اور اسے آگ لگوا کر تباہ کر دینے کی سازش کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس سازش کے بارے میں جانکاری ملتے ہی پانڈوؤں نے ایک سرنگ کھودی تاکہ ہر صورت میں وہاں سے بچ کر نکل سکیں۔ پھر کنتی نے دعوت کا اہتمام کیا۔ گو کہ دعوت میں شریک زیادہ تر افراد برہمن تھے مگر ان میں ایک 'نشاد' عورت اپنے پانچ بچوں سمیت بھی آئی۔ جب وہ سب نشے میں چور ہو کر سونے کے لیے لیٹ گئے، تو پانڈوؤں نے گھر کو آگ لگا دی اور وہاں سے نکل آئے۔ جب ایک عورت اور پانچ بچوں کی لاشیں نظر آئیں تو لوگوں کو خیال ہوا کہ پانڈو مر گئے۔

مہاشویتا دیوی نے اپنی مختصر کہانی 'کنتی و نشادی' میں کہانی کے بیان کو وہاں سے شروع کیا جہاں مہابھارت نے اسے چھوڑا ہے۔ انھوں نے اپنی کہانی ایک جنگل میں رکھی ہے جہاں جنگ کے بعد کنتی پہنچتی ہے۔ اس وقت کنتی کے پاس پچھلے واقعات پر نگاہ ڈالنے کا وقت ہے، چنانچہ زمین جسے قدرت کی علامت کے طور پر رکھا گیا ہے اس سے باتیں کرتے ہوئے کنتی بعض بعض موقعوں پر اپنے خیال میں اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتی ہے۔ ہر روز وہ نشادوں کو دیکھتی ہے جو وہاں لکڑیاں، شہد، زمین دوز پھل، اور جڑیں اکٹھا کرنے آتے ہیں۔ ایک نشادی (عورت) کبھی کبھی کنتی کو زمین سے باتیں کرتی سنتی تھی۔

ایک روز جب ہوا میں کچھ عجیب سنسناہٹ سی تھی، جانور جنگل چھوڑ کر بھاگ رہے تھے، کنتی نے دیکھا کہ نشادی اسے برابر دیکھے جا رہی ہے۔ پھر جب وہ بولی اور اس سے پوچھا کہ کیا اسے وہ لاکھ کا بنا گھر یاد ہے تو وہ چونک پڑی۔ 'ہاں' کنتی نے کہا: اسے یاد ہے۔ کیا اسے چھوٹے پانچ بیٹوں کے ساتھ ایک ادھیڑ سی عورت بھی یاد ہے؟ اور کیا یہ بھی یاد ہے کہ وہ انھیں اس وقت تک شراب پلاتی رہی تھی جب تک وہ نشے میں چور ہو کر بے ہوش نہیں ہو گئے تھے۔ اور پھر وہ خود اپنے بچوں سمیت بچ کر نکل آئی تھی؟ وہ نشادی...... ''تو، تو نہیں تھی!'' کنتی نے حیرت سے پوچھا۔ نشادی نے جواب دیا، جو عورت وہاں مری وہ اس کی ساس رہی تھی۔ اس نے یہ بھی کہا کہ جب کنتی اپنے گزرے واقعات کو یاد کرتی تھی تو اس نے ایک بار بھی ان چھ معصوموں کے بارے میں نہیں سوچا جو صرف اس لیے ختم ہو گئے کہ وہ خود کو اور اپنے بچوں کو بچانا چاہتی تھی۔ جب یہ دونوں باتیں کر رہی تھیں تو بھڑکتے شعلے قریب آ گئے۔ نشادی بھاگ کر محفوظ جگہ پہنچ گئی مگر کنتی وہیں بیٹھی رہی جہاں وہ تھی۔

ٹائم لائن 1

اہم متنی روایات

تقریباً 500 قبل مسیح	پانینی کی اشٹھ اڈھیائے سنسکرت قواعد پر ایک تالیف
تقریباً 500—200 قبل مسیح	بنیادی دھرم سوتر (سنسکرت میں)
تقریباً 500—100 قبل مسیح	ابتدائی بودھ متن بشمولیت تری پتاکا (پالی میں)
تقریباً 500 قبل مسیح—400 عیسوی	راماین اور مہابھارت (سنسکرت میں)
تقریباً 200 ق م—200 عیسوی	منوسمرتی (سنسکرت)؛ تمل سنگم ادب کی تصنیف اور ترتیب
تقریباً 100 عیسوی	چرک اور سوشروتا سمہتا طب پر تصنیفات (سنسکرت میں)
تقریباً 200 عیسوی اور آگے	پورانوں کی ترتیب (سنسکرت میں)
تقریباً 300 عیسوی	بھرت کی ناٹیہ شاستر — فن ڈراما پر نظریاتی تصنیف (سنسکرت میں)
تقریباً 300—600 عیسوی	دوسرے دھرم شاستر (سنسکرت میں)
تقریباً 400—500 عیسوی	سنسکرت ڈرامے بشمولیت کالی داس کی تصنیفات۔ علم فلکیات اور ریاضی پر تصنیفات، بشمولیت آریہ بھٹّ اور وراہامہیر (سنسکرت میں) جین تصنیفات کی ترتیب (پراکرت میں)

ٹائم لائن 2

مہابھارت کے مطالعے میں اہم تاریخی موڑ

بیسویں صدی

1919—66	مہابھارت کے تنقیدی ایڈیشن کی تیاری اور اشاعت
1973	جے۔ اے۔ بی۔ وان بیوٹی نین (J.A.B. Van Buitenen) اس تنقیدی ایڈیشن کا ترجمہ انگریزی میں شروع کرتا ہے۔ 1978 میں اس کی موت کے بعد نامکمل رہ جاتا ہے۔

© NCERT not to be republished

150-100 لفظوں میں جواب دیجیے:

1۔ واضح کیجیے کہ 'پدرنسبی' طریقہ اشرافیہ یا اعلا خاندانوں میں خاص طور پر کیوں اتنی اہمیت کا حامل رہا ہوگا؟

2۔ بیان کیجیے کہ کیا ابتدائی حکومتوں میں بادشاہ بلا استثنا کھتری ہوتے تھے؟

3۔ درونا، ہدمبا اور ماتنگ کی کہانیوں میں بیان کیے گئے 'دھرم' یا معیاروں کا موازنہ اور مقابلہ کیجیے۔

4۔ بودھ نظریہ 'سماجی معاہدہ' **پوروش سوکت** کی بنیاد پر اخذ کردہ برہمنی سماجی نظریہ سے کس طرح مختلف تھا؟

5۔ نیچے مہابھارت سے ایک اقتباس دیا جا رہا ہے جس میں پانڈوؤں میں سب سے بڑا بھائی یودھیشٹر ایک پیغامبر سنجیے سے کہتا ہے۔

سنجیے، دھرت راشٹر کے گھر کے تمام برہمنوں خصوصاً سب سے بڑے پجاری کو بڑے احترام سے میرا سلام پہنچانا۔ میں گورؤ درونا کے آگے احترام سے سر جھکاتا ہوں...... میں اپنے اتالیق کرپا کے پیر پکڑتا ہوں ......(اور) کوروؤں کے سردار بھیشم کے۔ میں احترام سے بوڑھے بادشاہ (دھرت راشٹر) کے سامنے سر جھکاتا ہوں۔ میں دریودھن اور اس کے چھوٹے بھائی کو سلام کرتا ہوں اور ان کی صحت کے بارے میں پوچھتا ہوں......تمام چھوٹے کوروؤں کو بھی جو ہمارے بھائی، بیٹے اور پوتے ہیں ہمارا سلام پہنچانا......سب سے زیادہ اسے سلام کرنا، جو ہمارے لیے باپ اور ماں جیسا ہے، دانا وِدؤر (جو غلام عورت کا بیٹا تھا)......میں ان بزرگ خواتین کے سامنے سر جھکاتا ہوں جو ہماری مائیں مانی جاتی ہیں۔ ان سے جو ہماری بیویاں ہیں یہ کہنا، "مجھے امید ہے تم اچھی محفوظ ہوں گی"......ہماری بہوؤں کو جو اچھے خاندانوں میں پیدا ہوئی ہیں اور بچوں کی مائیں ہیں انھیں میری طرف سے سلام کہنا۔ میری طرف سے انھیں گلے لگانا جو ہماری بیٹیاں ہیں......حسین، مہکتی ہوئی، خوش پوشاک ہماری داشتاؤں کو بھی تمھیں سلام پہنچانا چاہیے۔ غلام عورتوں کو اور ان کے بچوں کو سلام کہنا۔ بوڑھوں کو معذوروں کو (اور) مجبوروں کو سلام کہنا...۔

اس فہرست کو ترتیب دینے میں جو معیار مقرر کیے گئے انھیں پہچاننے کی کوشش کیجیے۔ عمر، صنف، قرابتی رشتوں کے اعتبار سے۔ کیا ان کے علاوہ بھی معیار ہیں؟ ان کے متعلق بتائیں کہ انھیں اس مخصوص مقام پر کیوں رکھا گیا ہے؟

© NCERT not to be republished

ان عنوانات پر ایک مختصر مضمون لکھیے (کم و بیش 500 لفظوں کا)

6۔ مہابھارت کے بارے میں ہندوستانی ادب کے ایک مورخ مارس ونٹرنز (Maurice Winternitz) نے لکھا تھا: ''صرف اس وجہ سے کہ مہابھارت ایک مکمل ادب کی زیادہ ترجمانی کرتا ہے......اور اتنی مختلف چیزوں کو اور اتنی مقدار میں اپنے اندر رکھتی ہے......(یہ) ہمیں ہندوستانی عام لوگوں کی روح کی انتہائی گہرائیاں دیکھنے (اور سمجھنے) کا موقع فراہم کرتی ہے۔'' بحث کیجیے۔

7۔ بحث کیجیے کہ کیا مہابھارت کسی ایک مصنف کی تصنیف ہوسکتی ہے۔

8۔ ابتدائی معاشروں میں صنفی فرق کتنی اہمیت رکھتے تھے۔اپنے جواب کے وجوہات بتائیے۔

9۔ اس شہادت پر بحث کیجیے جس سے احساس ہوتا ہے کہ قرابت داری اور شادی کے سلسلے میں برہمنوں کے بتائے طریقے ہمہ گیر سطح پر نہیں اپنائے جاتے تھے۔

نقشے کے کام

10۔ اس باب کے نقشے کا موازنہ باب 2 کے نقشہ 1 سے کیجیے۔کورو۔پنچالا علاقوں کے قریب واقع مہاجن پدوں اور شہروں کی فہرست بنا ئیے۔

منصوبہ (کوئی ایک)

11۔ دوسری زبانوں میں مہابھارت کی باز گوئی (دوبارہ کہانی کہنا) کے بارے میں معلومات فراہم کیجیے۔اس باب میں بیان شدہ متن کے کسی واقعے کو ان زبانوں میں کس انداز میں بتایا گیا ہے۔ان مماثلتوں یا فرقوں کو بیان کیجیے جو آپ ان میں محسوس کرتے ہیں۔

12۔ خود کو ایک مصنف فرض کیجیے۔اور آپ کو اپنے پسندیدہ تناظر میں ایکلویہ کی کہانی دوبارہ لکھیے۔

اگر آپ کو اور مطالعہ کرنا ہے تو پڑھیے:

Uma Chakravarti. 2006
Everyday Lives, Everyday Histories,
Tulika, New Delhi

Iravati Karve. 1968
Kinship Organisation in India.
Asia Publishing House, Bombay

R.S. Sharma. 1983
Perspective in Social and Economic
History of Early India
Munshiram Manoharlal, New Delhi

V.S.Sukthankar. 1957
On The Meaning of the
Mahabharata.
Asiatic Society of Bombay, Bombay

Romila Thapar.2000.
Cultural Pasts: Essays in Early
Indian History
Oxford University Press, New Delhi

مزید معلومات کے لیے آپ دیکھ سکتے ہیں
http://bombay.indology.info/mahabharata/statement.html

© NCERT not to be republished